(مناقبِ محبوبیہ)

حیات المحبوب

خواجہ خدا بخش محبوب الٰہیؒ کے بارے میں خواجہ غلام فریدؒ کی تالیف

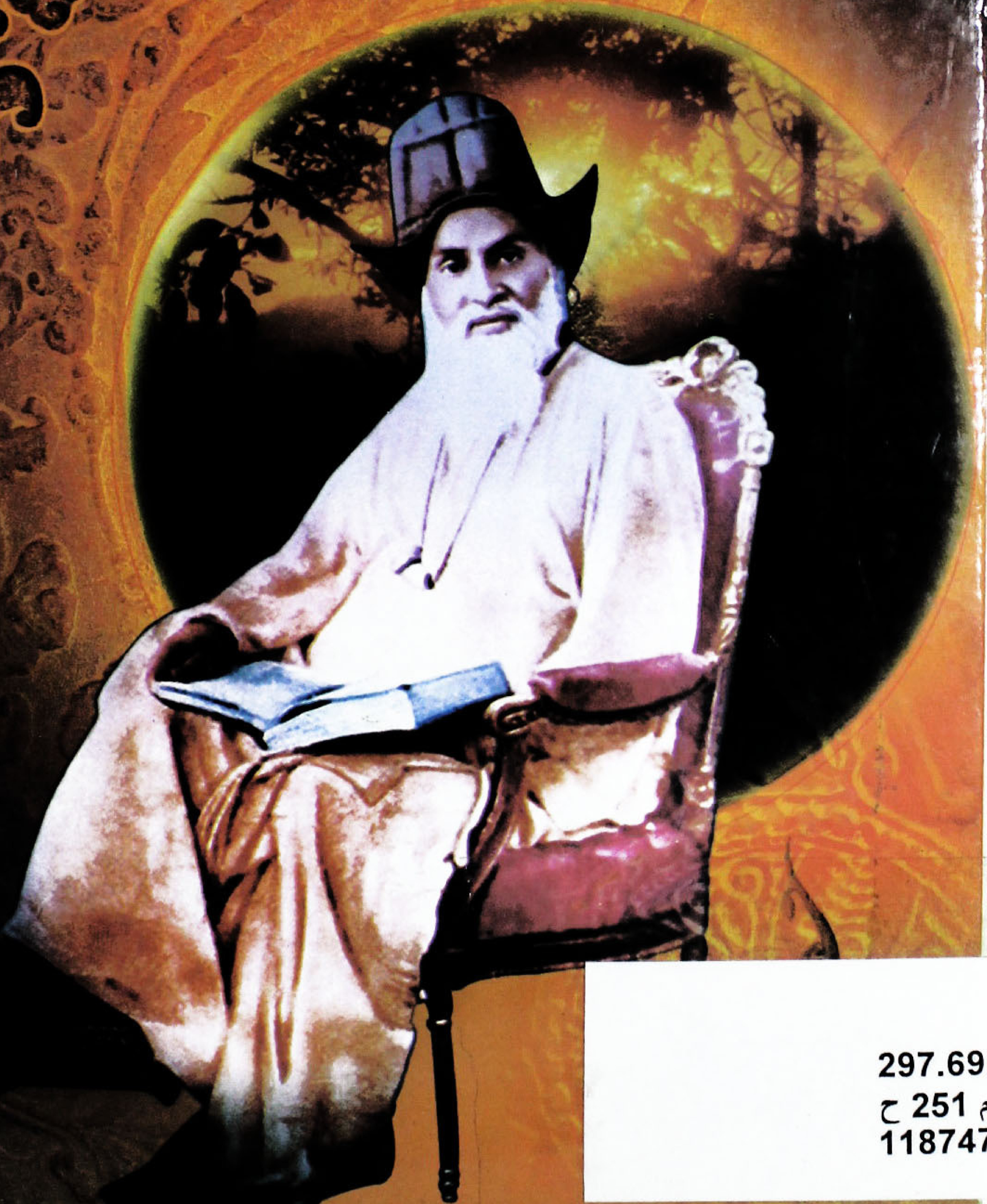

297.692
م 251 ح
118747

(ترجمہ واہتمام) پنجاب انسٹیٹیوٹ آف لینگوئج آرٹ اینڈ کلچر

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حیات المحبوب

(مناقب محبوبیہ)

خواجہ خدا بخش محبوب الٰہیؒ کے بارے میں خواجہ غلام فریدؒ کی تالیف

ترجمہ: مجاہد جتوئی

Marfat.com

جملہ حقوق بحق خواجہ فریدؒ فاؤنڈیشن اور مترجم کے نام محفوظ

نام کتاب	حیات المحبوب (مناقب محبوبیہ)
مؤلف	خواجہ غلام فریدؒ
مترجم	مجاہد جتوئی
ناشر	خواجہ فریدؒ فاؤنڈیشن
کمپوزنگ	محمد آصف ملک
پرنٹر	سویرا آرٹ پریس، لاہور
ایڈیشن	اول
تعداد	500
قیمت	100 روپے
اشاعت	دسمبر 2005ء

خواجہ فریدؒ فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ) پاکستان

قصر فریدؒ کوٹ مٹھن شریف (راجن پور) فون نمبر: 0604-317366

Marfat.com

انتساب

میں اپنی اس کاوش کو ڈاکٹر شہزاد قیصر کے نام معنون کرتا ہوں
جنہوں نے فکر فریدؒ کو دنیا میں پہنچانے کیلئے انگریزی زبان میں
قابل قدر کام کیا اور اس روحانی ریاضت کے صلے میں وہ
خود بھی رنگِ فرید میں رنگے گئے۔

مجاہد جتوئی

Marfat.com

فہرست

انتساب ______ 3

عرض مترجم ______ 5

مناقب محبوبیہ کے دستیاب نسخے ______ 9

منقبت خواجہ محبوب الٰہی از خواجہ غلام فریدؒ ______ 12

آغاز کتاب مناقب محبوبیہ ______ 13

فصل اول ______ 17

فصل دوئم ______ 21

فصل سوئم ______ 24

فصل چہارم ______ 28

فصل پنجم ______ 60

فصل ششم ______ 64

فصل ہفتم ______ 66

فصل ہشتم ______ 68

مقابیس المجالس سے اقتباسات ______ 70

کتاب پر اسلم رسول پوری کی رائے ______ 78

مصنف کی فریدیات پر دیگر کتب ______ 80

Marfat.com

عرض مترجم

نابغۂ روزگار، وحید العصر حضرت خواجہ غلام فریدؒ کا اسم گرامی علم وادب اور تصوف سے شغف رکھنے والے کسی بھی شخص کے لئے نیا نہیں ہے پھر بھی نئے پڑھنے والوں کے لئے آپکی تاریخ مختصراً رقم کی جاتی ہے۔

آپکی پیدائش 26 ذی قعدہ 1261 ھجری 1845ء میں چاچڑاں میں ہوئی۔☆

آپ کے والد گرامی کا نام مولانا خدا بخش عرف محبوب الٰہی تھا جن کی وفات 1269ھ میں ہوئی جبکہ خواجہ فریدؒ عمر اس وقت آٹھ سال تھی آپ کی والدہ محترمہ بھی آپکے بچپن میں ہی میں فوت ہو چکی تھیں آپکی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری آپ کے برادر بزرگ مولانا غلام فخر الدین عرف مولانا فخر جہاں نے سنبھال لی☆☆ تقریباً ساڑھے تیرہ برس کی عمر میں خواجہ فریدؒ نے اپنے برادر بزرگ کے دست حق پرست پر بیعت کی 16 برس کی عمر تک علوم متداولہ کی تعلیم حاصل کی طالب علمی کے زمانے سے ہی آپنے تصنیف و تالیف اور تصوف کی ثقہ کتب کی نقول تیار کرنا شروع کر دیں تھیں۔

اس وقت یعنی سن 2005ء تک آپکی جو تحریریں بشمول نقول، تصانیف و تالیفات دستیاب ہوئی ہیں انکی تفصیل درج ذیل ہے۔ آپ نے 1279ھ 6 جمادی الاول کو حاشیہ لوائح جامی اور 15 جمادی الاول 1279ھ میں شرح لوائح جامی نقل کی

☆ بعض حوالوں میں اس تاریخ سے اختلاف بھی موجود ہے کچھ لوگوں کے نزدیک آپ کا یوم پیدائش 26 ذی الحج ہے۔ البتہ سن پیدائش میں کوئی اختلاف نہیں ہے کیونکہ تاریخی نام "خورشید عالم" آپ کے سن پیدائش کو بھی بیان کرتا ہے۔ یاد رہے کہ خورشید عالم کے اعداد کی جمع 1261 بنتی ہے۔

☆☆ مولانا فخر جہاں خواجہ فریدؒ کے والد کی دوسری زوجہ سے بڑے بھائی تھے۔ آپ کی ولادت 1234ھ میں ہوئی۔ آپ عمر میں خواجہ فریدؒ سے 27 برس بڑے تھے۔ 1288ھ میں وفات پائی۔

Marfat.com

گلشن راز اور اسکی شرح مفاتیح الاعجاز 1280ھ میں حسنات العارفین 1281 میں اور 1284 میں فوائد فریدیہ تحریر کرنے کے بعد جو تحریر تا حال سامنے آئی ہے وہ" مناقب محبوبیہ " ہے اس کی تالیف کے وقت آپ کی عمر 24 برس تھی (سات ربیع الاول 1285ھ) بعمر 23 برس 4 ماہ گیارہ دن۔

" مناقب محبوبیہ " کو آپ کے والد محترم خواجہ خدا بخش محبوب الٰہی کی سیرت و کردار پر مبنی ایک تحریری خاکہ کہا جاسکتا ہے۔خواجہ فریدؒ کی تحریریں ابتداً ہی سے قبولیت کے درجہ پر فائز رہی ہیں آپ کی سرائیکی شاعری کی اشاعت کی 1879ء سے شروع ہوگئی تھی اسی طرح اردو شاعری بھی آپکی حیات میں ہی اشاعت پذیر ہوچکی تھی۔آپ کی حیات میں ہی جو مزید کام آپ کا اشاعت پذیر ہوا وہ آپکے افکار و خیالات پر مبنی کتاب " فوائد فریدیہ " ہے سن اشاعت 1895ء۔دیوان فریدؒ سرائیکی اور اردو کلام کی طرح "مناقب محبوبیہ" کی نقول بھی فوراً شروع ہوگئیں تھیں لیکن مرور زمانہ کے ہاتھوں اکثر نقول تلف ہوگئیں یا پھر اگر وہ کہیں ہونگی بھی تو تا حال دستیاب نہیں ہو رہیں۔

چونکہ خواجہ فریدؒ میوزیم اور لائبریری کے قیام کا بنیادی مقصد ہی خواجہ فریدؒ کی تصنیفات و تالیفات، آثار واخبار کا جمع کرنا تھا لہٰذا جہاں آپکی دیگر تحریریں جمع ہوگئیں وہاں " مناقب محبوبیہ " کے بھی متعدد ثقہ نسخے جمع ہوگئے جنکی تعداد اس وقت تک دس گیارہ ہے جن کا تعارف ہم الگ سے پیش کریں گے۔

اس قدر اہم کتاب کا اس طرح معرض گمنامی میں چلا جانا صرف فریدیات کا شغف رکھنے والوں سے ہی نہیں بلکہ علم وادب اور ثقافت پر تحقیق کرنے والوں کے ساتھ بھی زیادتی ہے۔اصل کتاب چونکہ فارسی زبان میں ہے جسکا پہلا ترجمہ خواجہ فریدؒ کے مرید اور انکے فرزند خواجہ محمد بخش عرف نازک کریم کے خلیفہ مولانا نور احمد سانول فریدی نازکی نے مورخہ 27 جمادی الاول 1326ھ کو مکمل کیا تھا اسکے بعد اگر یہ کتاب ترجمہ ہوئی بھی ہوگی تو دستیاب نہ ہوسکی۔مولانا نور احمد کا ترجمہ شائع نہ ہوسکا تھا۔☆

☆مولانا نور احمد سانول پیدائش 13 جمادی الثانی 1293ھ سفر حج 2 شوال تا 29 صفر 1322ھ

بیعت حضرت خواجہ غلام فریدؒ سے 8 رجب 1309ھ ، خلافت حضرت نازک کریم سے 21 شعبان 1325ھ

Marfat.com

اسکا دوسرا ترجمہ خواجہ فریدؒ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کرنے والے شیخ عبدالعزیز ☆ کے پوتے شیخ احمد سعید چشتی ☆☆ ولد مولانا عطا محمد چشتی قبل الاسلام قوم ہندو دھنگڑہ ساکن کوٹ مٹھن نے 12 ذی الحج 1402ھ 30 ستمبر 1982ء میں کیا جو جنوری 1983 میں انجمن فکر فریدؒ کوٹ مٹھن کی طرف سے روحانی آرٹ پریس ملتان سے شائع ہوا اس کے ناشر تھے میاں محمد اکرم ایڈووکیٹ۔☆☆☆

اشاعت کے بعد تھوڑے ہی عرصہ میں یہ کتاب ناپید ہوگئی۔

جناب احمد سعید چشتیؒ نے جو راقم کے بھی فارسی کے استاد تھے ایک نسخہ اس کتاب کا اپنے دستخطوں سے اپنے دوست اور راقم کے والد معروف سرائیکی ادیب دانشور جناب مرید حسین راز جتوئی کو مورخہ 22 جنوری 1983 کو عنایت کیا تھا جو ہماری گھریلو لائبریری میں محفوظ رہا اور وہاں سے راقم نے جب اپنی سیکڑوں کتابیں خواجہ فریدؒ لائبریری قصر فریدؒ کوٹ مٹھن شریف کو عطیہ کردیں تو یہ نسخہ بھی خواجہ فریدؒ لائبریری پہنچ گیا۔

لائبریری میں مناقب محبوبیہ کے اس کے علاوہ قلمی نسخہ جات کی تعداد تقریباً دس ہے یہ تمام نسخے ثقہ حضرات کے تحریر کردہ ہیں۔ضرورت اس امر کی تھی کہ " مناقب محبوبیہ "جو کہ اپنے دور کی ایک اہم گواہی ہے کو سامنے لایا جائے اس کتاب کی دیگر خصوصیات کے علاوہ اسکا خواجہ فریدؒ کی تالیف ہونا بھی اہم خصوصیت ہے۔

بنابرایں راقم نے اسکا ترجمہ کر کے اشاعت کا ارادہ کیا ہے۔

راقم کی مُراد نہ تو اس کتاب کے مندرجات پر بحث ہے اور نہ ہی نسخہ ہائے کے درمیان تقابل۔یہ ایک کاوش ہے خواجہ فریدؒ سے اظہار عقیدت کی۔انکے دور کی اس گواہی کو منصۂ شہود پر لانے کی۔

☆ شیخ عبدالعزیز وفات 9 محرم الحرام 1358ھ بعد از حج مدینہ المنورہ - مدفون جنت البقیع قدمین شریفین حضرت عثمان غنیؓ

☆☆ شیخ احمد سعید چشتی اپنے دادا محترم اور والد کی طرح دربار فریدؒ سے متصل مسجد کے امام اور خطیب دربار رہے۔

☆☆☆ میاں محمد اکرم ایڈووکیٹ احمد سعید چشتی کے قریبی عزیز اور خواجہ فریدؒ کے خلیفہ لااحمد یار کے خاندان سے ہیں۔ان کے والد کا نام خلیفہ محمد اعظم تھا جو دربار کے احاطے میں مدفون ہیں خلیفہ محمد اکرم راجن پور میں وکالت کرتے ہیں اور کوٹ مٹھن میں دربار فریدؒ کے زیر سایہ سکونت پذیر ہیں۔

Marfat.com

کتاب کے مندرجات پر تحقیق اور نسخہ ہائے کے درمیان تقابل کی گنجائش تو بہر حال موجود ہے محققین کو یہ کام ضرور کرنا چاہیئے۔ فریدیات کا کام اسی طرح تو آگے بڑھے گا۔

ادب کی تمام اصناف کی طرح ترجمہ کی صنف کے بھی کچھ تواعد ضوابط ضرور ہونگے ان سے کما حقہ شناسائی نہ ہونے کے باوجود ہمارے لئے اس کتاب کا ترجمہ اس لئے ضروری تھا کہ اس طرف کسی نے توجہ نہیں کی 1285ھ میں کتاب وجود میں آئی۔ اسکے 41 برس بعد پہلی مرتبہ کسی نے ترجمہ کیا بھی تو صرف اپنی حد تک یعنی اشاعت کیلئے نہیں۔ دوسری مرتبہ ترجمہ اور پہلی بار اشاعت ہوئی تو مکمل 114 برس بعد اور وہ فوراً ناپید ہوگئی باوجودیکہ کتاب پر تعداد اشاعت ایک ہزار درج ہے لیکن یہ بہت ہی محدود پیانے پر سامنے آئی فریدیات کا ذوق رکھنے والے محققین اور دانشوروں تک یہ کتاب پہنچی ہی نہیں۔ ممکن ہے کہ تقسیم برصغیر سے پہلے بھی یہ کتاب شائع ہوئی ہو اور خواجہ فریدؒ پر شائع ہونے والی کئی کتب کی طرح یہ بھی دستیاب نہ رہی ہو جیسا کہ "پنج قعہ فریدی" طب فریدی" وغیرہ ہیں۔☆

بہر حال ہماری یہ کاوش پیش خدمت ہے اسکے مندرجات پر تحقیق اور نقد و جرح لازمی ہونی چاہیئے تا حال دستیاب ایک درجن کے قریب نسخہ جات کی عبارتوں کا تقابلی مطالعہ بھی لازمی ہے تمام نسخہ جات خواجہ فریدؒ لائبریری میں موجود ہیں۔ ترجمہ کے دوران کئی معمولی اور جزوی اختلافات ہماری نظر سے بھی گزرے۔ چونکہ ترجمہ کے لئے کسی ایک نسخہ کو بنیاد بنانا ضروری تھا لہٰذا ہم نے کئی وجوہات کی بنا پر مولانا نور احمد سانول کے نسخے کو بنیاد بنایا ہے۔ اس کام کے خوب یا ناخوب ہونے کے بارے میں آپ کی رائے کا انتظار رہے گا۔

مجاہد جتوئی

ماڈل ٹاؤن بی خان پور پوسٹ کوڈ 64100

فون نمبر 0685574827

☆شہزادہ احمد اختر گورگانی نے خواجہ فریدؒ کے حوالے سے 10 کتب ترتیب دیکر شائع کی تھیں جن میں صرف پانچ دستیاب ہیں جبکہ دیگر پانچ کتب دستیاب نہیں ہیں انکا تذکرہ ضرور کہیں نہ کہیں ملتا ہے۔

Marfat.com

خواجہ فریدؒ لائبریری میں مناقب محبوبیہ کے دستیاب نسخہ جات

1۔ نسخہ نور = قلمی - مترجم از مولانا نور احمد سانول ناز کی 27 جمادی الاول- 1326ھ مولانا نور احمد سانول خواجہ غلام فریدؒ کے مرید اور خواجہ ناز ک کریم کے خلیفہ تھے۔
نسخے کی عمر 100 سال نسخہ انتہائی خستہ حالت میں مکمل ہے۔

2۔ نسخہ نباہو = قلمی - اس کی کتابت مولوی عبدالعظیم نباہو نے کی نباہو فقیر خواجہ فریدؒ کے خادم خاص اور سفر و حضر کے ساتھی تھے۔
یہ اہم ترین نسخہ خواجہ قطب الدین نے شیخ عطا محمد کو عطا کیا۔
شیخ عطا محمد نے اس پر خواجہ قطب الدین کی طرف سے عطیہ میں ملنا تحریر کیا ہے۔ مزید اہمیت اس نسخہ کی یہ ہے کہ اس پر خواجہ محمد بخش عرف خواجہ ناز ک کریم کے دستخط ثبت ہیں۔ اس کی مرمت اور ناقص متن کی تکمیل شیخ احمد سعید کے ہاتھوں ہوئی۔ کرم خوردہ ہونے کی وجہ سے سن تحریر نایافت ہے۔
نسخے کی عمر 100 سال سے زائد۔

3۔ نسخہ ابوالحسن = قلمی - مولوی گل محمد کی فرمائش پر اسے ابوالحسن ناز کی فاضل پوری نے 15 صفر 1345ھ میں تحریر کیا۔ مکمل نسخہ درست حالت میں ہے۔ نسخے کی عمر 81 سال۔

4۔ نسخہ مجہولہ = قلمی۔ یہ نسخہ انتہائی خوبصورت خط میں لکھا ہوا ہے۔ کاغذ کی خستگی اس کی قدامت کی گواہی ہے۔ شروع کے 27 صفحات ناپید ہیں آخری صفحہ 109 ہے۔ اس طرف سے بھی کئی صفحات ناقص ہیں

Marfat.com

بقیہ نسخہ درست حالت میں ہے۔
نسخے کی عمر 100 سال سے زائد اندازاً

5۔ نسخہ پیر شاہ = قلمی۔ خواجہ نازک کریم کے مرید پیر شاہ نے یہ نسخہ 8 ذی قعدہ 1349ھ بہاولپور ہسپتال میں اس وقت مکمل کیا جب وہ ڈاکٹر دیوان علی خان کے زیر علاج تھے۔
مکمل نسخہ درست حالت میں اور خوش خط ہے۔
نسخے کی عمر 77 سال۔

6۔ نسخہ محمود اختر = قلمی۔ محمود اختر قریشی کی ہمشیرہ کی شادی خواجہ غلام فریدؒ کے فرزند خواجہ نازک کریم سے ہوئی تھی۔ محمود اختر نے مناقب محبوبیہ 27 ستمبر 1946ء میں تحریر کی۔ یہ نسخہ محمود اختر کے رقم کردہ قلمی دیوان فرید کے ابتدائی صفحات پر جید حالت میں موجود ہے۔
نسخے کی عمر 59 سال

7۔ نسخہ میانجی اول = قلمی۔ میانجی غلام محمد ولد میاں جی فقیر بخش ولد میاں جی برخوردار مستوئی سکنہ چاچڑاں شریف کے ہاتھ کا تحریر کردہ یہ نسخہ مرقومہ 18 ربیع الاول 1375ھ ہے۔ مکمل نسخہ جید حالت میں ہے۔ نسخے کی عمر 51 سال۔

8۔ نسخہ میانجی دوئم = قلمی۔ میانجی غلام محمد نے یہ نسخہ 1412ھ میں تحریر کیا۔ اس کے ساتھ اس کا ترجمہ بھی موجود ہے۔ مکمل نسخہ جید حالت میں ہے۔ نسخے کی عمر 14 سال ہے۔

9۔ نسخہ چشتیہ اول =۔ خواجہ غلام فریدؒ کے پرپوتے خواجہ قطب الدین کے ہم درس شیخ عبدالعزیز کے فرزند شیخ عطا محمد کے بیٹے سعید احمد چشتی قوم

Marfat.com

قبل الاسلام ہندو دھنگڑہ مرحوم نے نسخہ نباہو کے عریض حاشیہ پر اپنے قلم سے 6 جولائی 1982ء جمعرات 25 رمضان المبارک کو تحریر کیا۔ نامکمل اور جید حالت میں ہے۔ نسخے کی عمر 23 سال۔

10۔ نسخہ چشتیہ دوئم = مطبوعہ۔ شیخ احمد سعید چشتی نے انجمن فکر فریدؒ کوٹ مٹھن کے زیر اہتمام جنوری 1983ء میں روحانی آرٹ پریس ملتان سے یہ کتاب شائع کرائی۔ مکمل کتاب درست حالت میں موجود ہے۔ نسخے کی عمر 22 سال۔

11۔ نسخہ جات مفقودہ = قلمی۔ خواجہ فریدؒ لائبریری کی ترتیب کے دوران کچھ مزید قلمی نسخہ جات بھی نظر سے گزرے جو دمِ تحریر دستیاب نہیں ہو رہے۔

نوٹ از ڈائریکٹر خواجہ فریدؒ لائبریری:

مناقب محبوبیہ کے مزید نسخے یقیناً بڑی تعداد میں موجود ہونگے ہماری درخواست ہے کہ جن صاحبان کے پاس یہ نسخہ جات موجود ہوں وہ علم پروری کرتے ہوئے ان نسخہ جات کی اطلاع اور فوٹو کاپی کرنے کی اجازت عنایت فرمائیں۔

Marfat.com

منقبت

حضرت خواجہ خدا بخش محبوب الٰہیؒ از حضرت خواجہ غلام فریدؒ

محبوب حق ہے خواجہ خدا بخش نام ہے — دونوں جہاں میں بندے کے سب اس میں کام ہے

بر حق خلیفہ حق ہے اور نائبِ رسول — نورِ نبی ہے شمس وہ ماہِ تمام ہے

ہے کحل چشم حور کا اُس کی غبارِ راہ — مجھ سا اک اس کے در کا جو عاصی غلام ہے

شہنشہوں کا شاہ ہے شیخوں کا شیخ ہے — عام مقام سب پہ وہ عالی مقام ہے

خلوت کدہ ہے خاص جو اس کی حریم ذات — اور عرش جس کا فرش ہی دربارِ عام ہے

دونوں جہاں کا تیرا غضب اختلال ہے — کون و مکاں کا تیرا کرم انتظام ہے

جو نور لم یزل ہے بھی تجھ میں ہے عیاں — جو حسن لایزال ہے تجھ پر تمام ہے

زاہد کو خارِ فکر سے دم سے تیرے نجات — ملک فنا و فقر کو تجھ سے نظام ہے

رندانہ وش بری ہوں تیرے ذکر سے مگر — تیری ثناء کا ورد مجھے صبح و شام ہے

نامِ خدا رمیدہ ہے خود سے چہ جائے خلق — دل جس کا تیری دامِ محبت کا رام ہے

ہے شمع تیری نعت کا اے ہادی سلوک — اوروں کی انتہا پہ ترا پہلا گام ہے

سب کے نصوص چار ہیں میرے یہ تین ہیں — قرآن ہے حدیث ہے تیرا کلام ہے

مداح ہوں میں آنکھ سیہ مست یار کا — گویا میرا وہاں مئے خالص کا جام ہے

جس کو ہے تیری آل کے حق میں خیال ضد — ملعون ہے زنیم ہے ولد الحرام ہے

چاہے قبول کر اسے چاہے نہ کر قبول — شاہا فرید تیرا ازل سے غلام ہے

Marfat.com

آغاز مناقب محبوبیہ (حیات المحبوب)

الحمد للہِ تعالیٰ علیٰ انعامہ و افضالہ و الصلوٰۃ والسلام علی سید الاولینِ و الآخرینِ محمد و آلہ واصحابہِ و الرحمت علی تابعیہ و المجتھدین و اولیاہ و وارث معاملاۃ و اسرارہ و احوالہ

امابعد عرض کرتا ہے بندہ بے مقدار (ناچیز) گناہ گار، بخشش کا امیدوار، سگ کمینہ از سگان آستان رسول مقبول حلقہ گوش آل بتول درگاہ اولیاء کرام وصوفیان عظام اور خاک راہ خواجگان طریقہ علیا چشتیہ بہشتیہ نظامیہ فخریہ اضعف العباد غلام فریدؒ غرقہ اللہ تعالیٰ فی المحبت والعشق والذوق والتجریدو التفرید بحرمتہ ذاتہ المجید ورسولہ السعید کہ درسن ایک ہزار دوسو پچاسی 1285 الھجری المتعالی ☆

ہفتم ماہ ربیع الآخر بروز منگل کوٹ مٹھن شریف جو کہ ایک مبارک شہر ہے ملک کے شہروں میں سے اور یہ واقع ہے سندھ اور پنجاب کے درمیان یہ وطن ہے اس فقیر کے آباؤ اجداد کا ☆☆

دل میں خیال آیا کہ اولیاء کرام کے سردار سلطان الاصفیا، قدوۃ العرفا، محبوب اللہ تعالیٰ کے، سید العارفین۔ برہان الکاملین، امام الموحدین، قطب الزمان متخلق بہ اخلاق اللہ سے، خداوندی اوصاف سے متصف، فانی فی اللہ اور باقی باللہ حضرت شمس الدین خدا بخش قدس سرہ العزیز کے مناقب پر مبنی ایک کتاب ترتیب دی جائے۔

☆ سعید احمد چشتی سے سن لکھنے میں سہو ہوا ہے انہوں نے 1280 ھجری لکھا ہے۔ نسخہ نور اور دیگر کئی نسخہ جات میں سن 1285 ہے جبکہ نسخہ چشتی میں سن 1280 ہے جو کہ درست نہیں ہے۔

☆☆ چشتی صاحب سے یہاں عبارت میں سہو ہوا ہے کہ انہوں نے لکھا ملک سندھ کے درمیان پنجاب میں واقع ہے جبکہ اصل عبارت یوں ہے "مابین سندھ پنجاب واقع است" (پنجاب اور سندھ کے درمیان)

Marfat.com

اس کتاب میں بہت سے بے مثال اور بے نظیر حالات دوسرے پیران عظام کے بھی ہیں حتیٰ کہ آنحضرت ﷺ آپ پر صلوۃ ہو اللہ قدیر کی طرف سے کا ذکر بھی شامل ہے اور حضرت محبوب الٰہی کے خلیفہ اکبر جو سلطان العاشقین، سید الواصلین وقدوۃ العارفین ہیں **خواجہ غلام فخر الدین سلمہ ربہ الی یوم الدین** جو کہ پیر بیعت وصحبت ہیں اس ادنیٰ بندہ کے ان کے احوال بھی شامل ہیں۔

علاوہ ازیں حضرت محبوب الٰہی کے مریدوں اور پیر بھائیوں کے احوال بھی ہیں یہ حضرات بھی ذوق حقیقی سے خالی نہ تھے اس کتاب کا نام رکھا گیا ہے "**مناقب محبوبیہ**" ممکن ہے کہ یہ کتاب قبر میں وسیلہ اور قیامت کے دن سایہ ثابت ہو کیونکہ اس میں راسخان علم اور پاکیزہ کردار لوگوں کا ذکر ہے۔☆

عقیدت مندوں پر یہ بات واضح ہو کہ کتاب میں جہاں بھی "**محبوب الٰہی**" کا لفظ استعمال ہوا ہے اس سے مراد حضرت خواجہ خدا بخش قدس سرہٗ ہیں۔

جس جگہ "**غوث الغیوث**" استعمال ہوا ہے اس سے مراد حضرت قاضی محمد عاقل روح اللہ تعالیٰ وجہٗ کی ذات ہوگی

جہاں "خلیفہ اکبر" کا ذکر ہے تو اس سے مراد حضرت غلام فخر الدین سلمہ ربہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔☆☆

جس مقام پر "قبلہ عالم" مذکور ہے اس سے مراد قبلہ عالم مہارویؒ مراد ہیں۔

جہاں "مولائی ومولا الکل" کے الفاظ آئے ہیں ان سے مقصود وسید السادات مولانا محمد فخر جہاں دہلوی قدس سرہٗ ہیں۔

☆ مناقب محبوبیہ کی تصنیف کے وقت خواجہ غلام فریدؒ کے مرشد اور بڑے بھائی خواجہ فخر جہاں حین حیات تھے ان کی وفات 1288ھ میں ہوئی جبکہ مناقب محبوبیہ 1285 میں تالیف ہوئی۔

☆☆ احمد سعید چشتی نے صفحہ 17 پر خواجہ محمد فخر جہاں لکھا ہے جبکہ درست "غلام فخر الدین" ہے۔

Marfat.com

القاب اور اسماء گرامی

حضرت محبوب الٰہی ۔ (حضرت خواجہ خدا بخشؒ)
غوث الغیوث ۔ (حضرت قاضی محمد عاقلؒ)
خلیفہ اکبر ۔ (حضرت خواجہ غلام فخر الدینؒ)
قبلہ عالم ۔ (حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ)
مولائی و مولائے کل ۔ (حضرت محمد فخر الدین دہلویؒ)

(از مترجم)

۱۔ فصل ایک۔ حضرت محبوب الٰہی کی تاریخ پیدائش، نسب اور کمالات علم ظاہری کمالات کے بارے میں ہے
۲۔ فصل دو۔ حضرت محبوب الٰہی کی اپنے مرشد سے محبت اور نیاز اور حضرت پیر دستگیر کی حضرت محبوب الٰہی سے شفقت و مہربانی کے بارے میں ہے۔
۳۔ فصل تین۔ حضرت محبوب الٰہی کے سماع سننے اور وجد فرمانے کے بارے میں ہے۔
۴۔ فصل چار۔ میں حضرت محبوب لٰہی کی کرامات اور خارق عادات کا ذکر ہے۔
۵۔ فصل پانچ۔ میں حضرت محبوب الٰہی کی بیعت، خلافت، اوراد، وظائف، نوافل اور شریعت پر کار بند رہنے کا بیان ہے۔
۶۔ فصل چھ۔ میں آپکی سخاوت، بذل، ترک دنیا اور تجرید کا بیان ہے۔
۷۔ فصل سات۔ میں مخلوق خدا سے شفقت، لطف و محبت کا ذکر ہے۔
۸۔ فصل آٹھ۔ میں آپ کے حسن، حلیہ، لباس اور جانی پہچانی عادات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

Marfat.com

۹۔ فصل نو۔ میں حضرت محبوب الٰہی کی لطیف طبع اور پاک وجود سے اللہ تعالیٰ کی ھیبت کے اظہار کا بیان ہے۔

۱۰۔ فصل دس۔ میں حضرت محبوب الٰہی کے دار الفنا سے ملک بقا کی طرف روانگی مذکور ہے۔

۱۱۔ فصل گیارہ۔ حضرت محبوب الٰہی کے کمالات کے بارے میں ہم زمان اولیاء کرام کا بیان ہے بعض کے کمالات سے آپنے خود آگاہی دی۔

۱۲۔ فصل بارہ۔ میں سلسلہ عالیہ کے ان پیران عظام حقیقی کا بیان ہے جن سے حضرت محبوب الٰہی کو فیض پہنچا۔

۱۳۔ فصل تیرہ۔ سلسلہ سہروردیہ، سلسلہ قادریہ اور سلسلہ نقشبندیہ کے ان خواجگان اور بزرگان کے بارے میں ہے جن سے محبوب الٰہی کو فائدہ پہنچا۔

۱۴۔ فصل چودہ۔ میں حضرت خلیفہ اکبر جو کہ اس فقیر کے پیر صحبت اور پیر بیعت ہیں کا ذکر ہے۔

۱۵۔ فصل پندرہ۔ حضرت محبوب الٰہی کے آباؤ اجداد کے بارے میں ہے جو کہ تمام حضرات پشت در پشت ظاہری اور باطنی علوم رکھتے تھے۔

۱۶۔ فصل سولہ۔ میں ذکر ہے حضرت محبوب الٰہی کے پیر بھائیوں کے فضائل اور انکے مریدوں کا، خلفاً جو ولایت کے درجہ پر پہنچے ہوئے تھے۔

۱۷۔ فصل سترہ۔ میں ذکر ہے حضرت محبوب الٰہی کے صاحب اثر مریدوں اور مصاحبین کا ذکر ہے ان میں سے بعض کو اس ناچیز بندہ نے خود دیکھا ہے اور بعض کو دیکھا تو نہیں لیکن ان کے حالات دیکھنے والوں نے سنائے ہیں۔

(عملی طور پر اس کتاب کی آٹھ فصول ہی ہیں)

از مترجم

Marfat.com

فصل اول

(تاریخ ولادت، نسب اور علم ظاہری کے کمالات کے بارے میں)

حضرت کا اسم مبارک "حضرت خواجہ خدابخش" ہے بن حضرت خواجہ احمد علی بن غوث الغیوث حضرت شیخ خواجہ محمد عاقل بن حضرت شریف محمدؒ بن حضرت محمد یعقوب بن حضرت مخدوم نور محمد قوم قریشی حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اولاد سے تھے جو کہ بعد الانبیاء سید الکل ہیں۔☆ معروف تھے کوریجہ کے عرف سے اپنے شیخ کی طرح حنفی مذہب تھے طریقہ فقر کا سلسلہ متبرک، معظّمہ، عالیہ چشتیہ بہشتیہ رکھتے تھے لیکن دیگر سلاسل، سہروردیہ، قادریہ شریفہ، نقشبندیہ، فخریہ سے بھی فیض رکھتے تھے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن محبہ)۔

آپ کی ولادت باسعادت سن ایک ہزار دوسو چھ 1206 ھجری العالی میں کوٹ مٹھن شریف میں ہوئی ☆☆ آپکی والدہ محترمہ فرماتی تھیں کہ "میرے ہاں اولاد نہ ہوئی تھی ایک بیٹا پیدا ہوا جو پیدائش کے چند روز بعد دارالبقأ کی طرف لوٹ گیا تھا۔

اس واقعہ سے میرے دل میں بہت دکھ اور ملال رہتا تھا اس حد تک کہ ایک لمحہ بھی رونے سے فرصت نہ تھی ہر وقت گریہ کرتی تھی آنکھوں سے آنسوں کی جگہ خون آتا دکھائی دیتا۔

☆حضرت خواجہ غلام فریدؒ کے شجرۂ نسب کے بارے تین روایات ہیں جو زیادہ مشہور روایت ہے اسکے مطابق آپکا تعلق حضرت عمرؓ سے بنتا ہے۔ مقابیس المجالس کے مطابق جو کہ ترجمہ ہے "ارشارات فریدی کا۔ آپ کے حوالے سے بیان ہے" کوریجہ "ابڑہ قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ جبکہ مناقب محبوبیہ میں روایت ہے کہ کوریجہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اولاد سے ہیں۔ اللہ اعلم بالصواب۔

☆☆ (موجودہ کوٹ مٹھن سے چند میل دریا کی طرف پرانا کوٹ مٹھن آباد تھا جو دریا برد ہو چکا ہے وہیں خواجہ محبوب الٰہی کی ولادت ہوئی)۔ (از مترجم)

Marfat.com

شوہر مجازی خدا کی ہمارے ساتھ محبت اور شفقت کم تھی ایک دن کا قصہ ہے کہ میں اپنے کمرے میں دروازہ بند کرکے اکیلی بیٹھی رونے اور گریہ زاری میں مصروف تھی کہ حضرت غوث الغیوث (حضرت قاضی محمد عاقلؒ) میرے شوہر کے والد محترم میرے کمرے کے دروازے پر آئے اور دروازے کے شگاف سے اندر دیکھا اور فرمایا" بیٹی دروازہ کھولو" میں نے اٹھ کر آنکھیں صاف کیں۔ کمرے کا دروازہ کھولا اور ان کو دروازے سے کمرے کے اندر لائی آپ ہمیشہ مجھ پر کمال مہربانی فرمایا کرتے تھے آپ نے دریافت فرمایا" بیٹی کیا بات ہے تم کیوں رورہی تھیں؟" میں نے عرض کی حضور ایک تو شوہر کی محبت وشفقت نصیب نہیں ہے دوسرا اولاد نہیں ہے ان وجوہات سے میری زندگی رنج وغم میں گزر رہی ہے۔

آپ ایک لمحہ خاموش رہے پھر فرمایا" تیاری کرو مہاراں شریف اپنے اور اس فقیر کے مرشد حضرت شیخ غوث الغیوث، فرد الاحباب نور اللہ تعالیٰ ونور رسولہ علیہ الصلوۃ والسلام قبلہ عالم خواجہ نور محمد مرشد ہادی سبل الصحیح ہیں (سیدھے راستے دکھانے والے ہیں) ان کی خدمت میں پیش ہو کر اپنی عرضداشت پیش کرو مطلب ومقصود حاصل ہوگا غم نہ کرو"۔ یہ فرما کر آپ کمرے سے باہر تشریف لے گئے۔

آپ نے سواری کے لئے ایک اونٹ کا انتظام فرمایا اور قبلہ عالم کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے سونے کی کچھ اشرفیاں اور مستورات کے لئے کپڑے اور دیگر اشیاء عطا کیں۔ اسی روز چند خدام اور خادمہ ساتھ دے کر مجھے روانہ فرمایا۔

جس وقت میں حضرت قبلہ عالم کی خدمت میں پیش ہوئی تو اشرفیاں آپ کے سامنے رکھیں آپ نے فرمایا" تم تو ہماری بیٹی ہو" آپ ہمیشہ کرم فرماتے اور مجھے بیٹی کہتے تھے۔ آپ نے فرمایا" ہمارے ہاں بیٹیوں سے کچھ لینا عیب کی بات ہے یہ اٹھالو"

Marfat.com

حضرت کے حکم کے مطابق میں نے اشرفیاں سامنے ہٹالیں اور گریہ شروع کر دیا۔ حضرت نے فرمایا "بیٹی حوصلہ کرو اور انتظار کرو دیکھو کہ آج رات خواب میں تمھیں کیا نظر آتا ہے"

جب اس مبارک رات میں مجھ پر نیند غالب آئی تو میں نے خواب میں دیکھا حضرت سرور کائنات ﷺ کی پالکی مبارک آرہی ہے اور حضرت قبلہ عالم اس ساتھ ساتھ پہلو میں چل رہے ہیں جونہی پالکی میرے قریب آئی میں نے آہ وفغان اور فریاد شروع کر دی اس پر حضرت سید الکونین آپ پر ہزار سلام یعنی حضرت محمد ﷺ نے حضرت قبلہ عالم سے دریافت فرمایا "یہ کیا طلب کرتی ہے" حضرت قبلہ عالم نے فرمایا" قبلہ! یہ بے اولاد ہے اس کے ہاں اولاد نہیں ہوتی "حضرت علیہ الصلوۃ نے فرمایا" اسے آواز دیکر بلاؤ" اس پر حضرت قبلہ عالم نے مجھے بلایا میں پالکی کے قریب پہنچی تو حضرت علیہ افضل الصلواۃ اور اکمل السلام نے مجھے سونے کی ایک مہر (اشرفی) عطا فرمائی جس پر کلمہ طیبہ **لا الہٰ الا اللہ محمد رسول اللہ** لکھا ہوا تھا۔

حضرت بی بی صاحبہ کی خوشی سے نیند اکھڑ گئی۔ بقول بی بی صاحبہ جب دن ہوا تو حضرت قبلہ عالم میرے پاس تشریف لائے اور دریافت فرمایا "ہاں! کیا دیکھا۔؟"

میں نے اس شہباز کی خدمت میں اپنے رات والے خواب کا احوال بیان کیا۔ آپ نے فرمایا "مبارک باد تمھیں بشارت ہو کہ تم سے ایک ایسا فرزند پیدا ہوگا جو حضرت محمد ﷺ کے دین کو روشن کرے گا۔ غوث الوقت اور قطب الزمان ہوگا"

اپنے مرشد سے یہ مبارک اور کامل خوشخبری سن کر خوشی خوشی اپنے گھر واپس آئی۔ جب میں گھر پہنچی تو حضرت غوث الغیوث (حضرت خواجہ محمد عاقل) جو کہ میرے چچا بھی تھے ان کو خواب اور بشارت کا احوال دیا آپ نے مجھے مبارک دی۔

بس جلدی ہی اس یکتا موتی، دریائے حقیقت کے شناور کا دنیا میں ظہور ہوا۔ حضرت قبلہ عالم کی رحلت ان کی (حضرت محبوب الٰہی کی) پیدائش سے ایک سال قبل ہوئی۔

Marfat.com

حضرت محبوب الٰہی اپنے مرشد اور دادا حضرت غوث الغیوث (حضرت خواجہ محمد عاقل) کے زیر سایہ پرورش اور تربیت پانے لگے اور اپنے وقت کے معتبر عالم بنے اس حد تک کہ ملک کے پانچ سو کوس طول اور چار سو کوس عرض میں ان جیسا کوئی عالم نہ تھا۔ ظاہری علوم میں سے کیا صرف / کیا نحو / کیا منطق / کیا معقول / کیا فقہ / کیا اصول / کیا تفاسیر / کیا احادیث / شریفہ اور کیا علم تصوف تمام علوم ظاہری و باطنی میں وہ بے مثال عالم ثابت ہوئے۔

اس حقیقت میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ طلباء کو کئی بار مطول، تلویح توضیح، شرح عقائد، ہدائت الحکمت، شرح وقایہ، بیضاوی شریف، سوأ السبیل، عشرۃ کاملہ، تسنیم، نفحات (نفحات الانس) پڑھا چکے تھے۔

نقل ہے مولوی صالح محمد پچادھی جو کہ حضرت غوث الغیوث (قاضی محمد عاقلؒ) کے مرید تھے مولوی صالح محمد ایسے عالم تھے کہ ان جیسا ملک میں کم ہی ہوگا جس روز حضرت محبوب الٰہی کا وصال ہوا وہ گریہ کرتے ہوئے کہتے تھے اب حضرت محبوب الٰہی کے وصال کے بعد الفاظ (علمی سوالات) کس سے پوچھیں گے۔ اس دور کے تمام علما حضرت محبوب الٰہی کے مداح تھے آپ خود بھی فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے اپنے علم پر اس قدر اعتماد ہے کہ سارے ملک میں مجھ سے زیادہ کوئی نہیں۔ نیز یہ کہ حضرت ابتدائی عمر میں ہی علم و فقر میں کامل ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ راضی ہوں ان سے اور جو ان سے محبت کریں انکے فیوض سے ہمیں فیضیاب کرے۔

Marfat.com

فصل دوئم

(حضرت محبوب الٰہی کی اپنے مرشد سے کیسی محبت، نیاز اور مرشد کی شفقت اور مہربانی تھی۔ قدس سرھما)

علم میں پختہ صاحبان پر واضح اور روشن رہے کہ حضرت محبوب الٰہی اپنے جد امجد اور مرشد کے روضہ مطہرہ پر بارہ برس تک معتکف رہے اس کے بعد سکھ قوم جو کفار میں سے ہیں کے زمانے میں آپ نے نواب بہاول خان جو کہ آپ کے پیر بھائیوں میں سے تھا کی طرف ہجرت فرما کر چاچڑاں شریف جا آباد ہوئے جو کہ دریائے سندھ کے اس طرف ہے اور روضہ مبارک آپ کے شیخ کا اِس طرف ہے آپ ہر ماہ کوٹ مٹھن شریف تشریف لاتے، چند روز قیام کرتے اور واپس چلے جاتے آپ فرماتے "اگر خانگی معاملات اور بچوں کا معاملہ نہ ہوتا تو تمام عمر یہیں بسر کرتا"۔

نقل ہے مجاور خانقاہ میاں احمد یار سے جو حضرت محبوب الٰہیؒ کے مریدوں میں سے ہے بیان کرتے ہیں کہ جن ایام میں حضرت محبوب الٰہی روضہ مطہرہ پر ہوتے۔ مسجد پر چراغ روشن کرنے خانقاہ مبارک پر جاتا تو اکثر اوقات مجھ سے پہلے خانقاہ مبارک کے گرد طواف میں مشغول ہوتے کبھی کبھی آپ روضہ مبارک کی غربی طرف ساکت کھڑے رہتے ایک روز میں بھی حاضر تھا میں نے دریافت کیا" یا حضرت اس طرف کھڑے ہونے میں کیا فائدہ ہے۔؟ یا بزرگوں میں کسی نے اس طرف کھڑے ہونے کے بارے میں کچھ لکھا ہے؟ تو حضرت نے فرمایا" میں نے ایسا کچھ لکھا نہیں دیکھا لیکن محبت نے مجھے چاروں طرف سے قید کر رکھا ہے"۔

Marfat.com

نقل ہے میاں احمد یار مذکور سے۔ایک دن ایک کُھسرے (ہیجڑے) نے اپنے سازندوں کے ساتھ درگاہ مبارک غوث الغیوث پر رقص کے ساتھ حاضری دی۔ان دنوں حضرت کوٹ مٹھن میں ہی تھے کسی نے عرض کی "یا حضرت یہ غیر شرعی کام ہے آپ صاحب سجادہ نشین اور اس روضہ کے مالک ہیں اسے منع فرمائیں اور جھڑکیں، اس بری بدعت کو بند کرائیں۔حضرت محبوب الٰہی نے فرمایا" مجھے اور تمھیں کیا توفیق ہے کہ منع کریں وہ خود جانیں"۔اس پر سائل خاموش ہوگیا۔

نقل ہے کہ عرس کے دنوں میں جب چراغاں کی رات آتی تو حضرت محبوب الٰہی روضہ مطہرہ کے گرد ہمیشہ سے زیادہ طواف فرماتے اور اکثر اوقات آپ پر گریہ طاری رہتا۔ایک مرتبہ چراغاں کی رات حضرت محبوب الٰہی کو قدرے بخار تھا۔آپنے اپنی چارپائی چھت پر رکھوالی اور وہاں سے نظارہ کرتے رہے جو بھی دربار سے آتا آپ اس سے دریافت فرماتے "بہت سے لوگ ہونگے بہت رش ہوگا، دربار جگ مگ کررہا ہوگا" یہ دریافت فرما کر گریہ فرماتے۔اچانک آپ نے فرمایا "میں بھی خانقاہ گیا تھا اور اپنے شیخ کو ایک دلہا کی طرح زیورات سے سجا سنورا دیکھا تھا" یہ فرما کر آپ مستی میں کھڑے ہوگئے۔آپ پر وجد طاری تھا۔ وجد کی کیفیت کم ہوئی اور آپ بیٹھے تو آپ پر پھر گریہ طاری ہوگیا جب قدرے سکون ہوا تو مولوی قمرالدین مبارک پوری جو کہ حضرت غوث الغیوث کے مرید تھے نے دریافت فرمایا" حضور صرف آپ نے دیکھا یا کسی اور نے بھی دیکھا؟ آپ فرمایا "جتنے لوگ بھی وہاں موجود تھے سب نے دیکھا" یہ فرمانے کے بعد آپ کے گریہ میں شدت آگئی۔مولوی قمرالدین نے عرض کی" حضرت آپ کی طبیعت پہلے ہی ناساز ہے کسی دنیاوی قصے سے دل بہلائیں تاکہ خیال تبدیل ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ طبع مبارک زیادہ خراب ہوجائے۔آپ نے فرمایا" کیا کیا جائے کہ کوئی قصہ اس کے علاوہ اچھا نہیں لگتا" کافی دیر تک آپکی یہی حالت رہی قدرے توقف کے بعد آپنے فرمایا" مولوی اگر تمھاری مرضی یہی ہے تو تم ہی کوئی قصہ سناؤ"۔پس اس کے بعد دنیا جہاں کے قصوں سے مجلس گرم ہوگئی۔

Marfat.com

نقل ہے نواب صادق محمد خان جو ریاست کا والی اور حضرت غوث الغیوث کے خاص مریدوں میں سے تھا ایک بار وہ حضور کی خدمت میں حاضر تھا کی موجودگی میں اس طرح کہا کہ "ایک روز حضرت غوث الغیوث (خواجہ محمد عاقلؒ) لیٹے ہوئے تھے آپ کا رخ آسمان کی طرف تھا حضرت محبوب الٰہی کی عمر اس زمانے میں تقریباً 23 برس تھی دونوں بیٹھے تھے حضرت غوث الغیوث (خواجہ محمد عاقلؒ) نے محبوب الٰہی سے فرمایا "ادھر آؤ اور میرے سینے پر لیٹ جاؤ اور اپنا منہ میرے منہ پر رکھو" حضرت محبوب الٰہی نے شیخ الزمان (خواجہ محمد عاقلؒ) کے فرمان کے مطابق ویسا ہی کیا یہاں تک کہ کامل ایک ساعت جو کہ ایک پہر کا تیسرا حصہ بنتی ہے کے اختتام پر محبوب الٰہی کی طرف رخ مبارک کر کے فرمایا "تم اور تمھارے فرزند بھی فقیر ہونگے الحمدلله على ذلك"۔

اس پر حضرت احمد علیؒ نے جو کہ والد ہیں محبوب الٰہی کے عرض کی "یا حضرت اگر حکم ہو تو میاں تاج محمود جو کہ چھوٹے بھائی تھے اور والد کو ان سے محبوب الٰہی سے زیادہ محبت تھی کو حاضر کروں؟

حضرت غوث الغیوث نے فرمایا کہ "اچھا لے آؤ جلدی سے لے آؤ" تاج محمود کو لایا گیا۔ حضرت غوث الغیوث (خواجہ محمد عاقلؒ) نے اپنا دہن مبارک انکے دہن پر رکھا لیکن غوث الغیوث چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے اور تاج محمود چارپائی سے نیچے بیٹھے تھے۔ اسی طرح اس وقت کا چوتھائی وقت گزرا جتنا حضرت محبوب الٰہی کے ساتھ گزرا۔ اختتام پر تاج محمود کو فرمایا "تم بھی فقیر ہو"۔

نقل ہے حضرت غوث الغیوث (خواجہ محمد عاقلؒ) جب بھی وظائف میں مشغول ہوتے تو حضرت محبوب الٰہی کو ظاہر کی باطنی تعلیم کے لئے اپنے پاس بٹھاتے اگرچہ حضرت محبوب الٰہی کم سن تھے لیکن

بزرگی بعقل است نہ باسال

Marfat.com

فصل سوئم

(سماع کے سننے اور وجد کے بارے میں)

حضرت محبوب الٰہی سے پختہ عقیدت رکھنے والوں پر یہ بات پوری طرح واضح اور روشن رہے کہ حضرت محبوب الٰہی کو سماع بے حد پسند تھا اور آپ صاحب وجد تھے۔ وقت سحر جب آپ شغل حقیقی میں مصروف ہوتے تو آپکے اردگرد رنگا رنگ آوازیں ہوتی تھیں۔ بعض اوقات دن کے پہلے پہر سے زوال تک وجد اور گریہ کثیر رہتا تھا۔

حضرت محبوب الٰہی اپنے شیخ (خواجہ محمد عاقلؒ) جو کہ غوث الغیوث ہیں کے عرس کی تین مجلسیں دن میں کراتے تھے اور ایک رات کو اور عرس مبارک حضرت قبلہ عالم (خواجہ نور محمد مہاروی) کی جو کہ پیر و مرشد حضرت محبوب الٰہی کے شیخ کے تھے تین مجلسیں دن میں کراتے تھے حضرت مولانا و مولا الکل (خواجہ محمد فخر الدین دہلوی) جو کہ مرشد شیخ پیر حضرت محبوب الٰہی تھے ان کی بھی تین مجلسیں کراتے تھے۔ اور عرس مبارک حضرت محبوب رب العالمین سید الانبیاء و المرسلین حضرت محمد ﷺ کی ایک مجلس بارہ ربیع الاول کو فرماتے تھے۔

اپنے شیخ حضرت غوث الغیوث (خواجہ محمد عاقلؒ) شہنشاہ کا عرس کوٹ مٹھن میں روضہ مطہرہ پر۔ اور عرس حضرت قبلہ عالم (خواجہ نور محمد مہارویؒ) اپنے گھر (چاچڑاں میں) اور حضرت قطب الزمان مولانا نور محمد ناروالا جو کہ پیر بھائی تھے خواجہ محمد عاقل کے حضرت محبوب الٰہی ان کے عرس پر کبھی جاتے تھے اور کبھی نہیں۔

Marfat.com

نقل ہے قاضی خیر محمد سے جو کہ مرید خاص تھا کہ حضرت خواجہ محبوب الٰہی کو پاک پتن جو کہ خانقاہ ہے حضرت پیران پیر خواجہ فرید الدین شکر گنج قدس سرہ کی۔ حضرت محبوب الٰہی وہاں مجلس میں تھے کہ اس بیت ھندی مولود شریف پر ایسا وجد آیا کہ ایسا وجد کسی نے کم ہی دیکھا ہوگا۔

بنرا تو کون ہے رے جس نے جگت بھر مایا

آپ کی حالت یہ تھی دندان مبارک سے اس قدر خندہ ظاہر تھا کہ تمام دندان ظاہر تھے اور قہقہہ کی آواز دور تک سنائی دیتی تھی۔ چشمان مبارک سے آنسو رواں تھے۔ جملہ حاضرین اور احباب کو اس قدر حیرت تھی کہ کوئی بھی گریہ سے فارغ نہ تھا۔ دیوان صاحب جو وہاں کے سجادہ تھے ہر ایک شخص کو بلا کر فرماتے "آؤ اور حضرت شکر گنج کے درویش کو دیکھو کہ اس کے عروج کا شہباز ایک ہی درجہ پر دیر تک محو پرواز ہے"۔

نقل ہے قاضی خیر محمد ساکن خان بیلہ والے سے جو حضرت محبوب الٰہی کے خاص مریدوں میں سے ہیں کہ مغرب کے وقت حضرت محبوب الٰہی اٹھے اور بہشتی دروازے سے گزرنے کا ارادہ فرمایا مخدوم کریم حیدری بخاری جو کہ اہل معانی مریدوں میں سے تھا عرض کیا کہ "اس وقت مخلوق کا اژدھام ہے بہشتی دروازہ سے اس وقت کا گزرنا ممکن ہے کہ کسی آسیب (تکلیف) کا باعث ہو" حضرت محبوب الٰہی مخدوم مذکور کے کہنے کے مطابق واپس لوٹ آئے اور اپنی جگہ واپس آکر (وظیفہ ذکر و اذکار) میں مشغول ہو گئے جب لوگ جا چکے تو محبوب الٰہی اکیلے ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور نہایت آسانی سے بہشتی دروازے سے گزر کر باہر آ گئے۔ قاضی نے بتایا کہ حضرت کے جسم اور پیشانی مبارک سے عجیب مستی ظاہر تھی۔ فرمایا "الحمد وللہ کہ سنت پیر پیران حضرت مولائے الکل مولانا محمد فخر الدین دہلوی و جملہ پیران کی ادا ہوگئی وہ جملہ حضرات بھی ایسے وقت میں مخلوق کے اژدھام میں شامل ہو کر بہشتی دروازے سے گزرے" پھر فرمایا" مجھے تو معلوم ہی نہیں ہوا کہ کس طرح گزر کر آ گیا۔

Marfat.com

نقل ہے قاضی خیر محمد مذکورہ سے میں نے عرض کی حضرت محبوب الٰہی سے کہ بہت سے جاہل لوگ بہشتی دروازے سے گزرنے کے بعد اپنے عزیز و اقارب کی طرف سے بھی گزرتے ہیں کیا اس سے کوئی فائدہ ہے (ان لوگوں کو جن کی طرف یہ لوگ گزرتے ہیں؟)۔

اس پر حضرت محبوب الٰہی نے فرمایا۔ حضرت شیخ (حضرت فرید الدین گنج شکر) کا کرم عام ہے، پختہ امید ہے کہ ضرور فائدہ ہوگا۔ ایک لحظہ توقف کے بعد فرمایا" میں بھی اپنی والدہ کے لئے بہشتی دروازے سے گزروں گا" جونہی آپ نے یہ فرمایا پختہ یقین ہوگیا کہ جو دوسروں کی طرف سے بہشتی دروازہ گزرتے ہیں ان کو فائدہ ضرور ہوگا۔

نقل ہے۔ حضرت خلیفہ اکبر (مولانا فخر جہان) بیان کرتے ہیں کہ ایک روز مجلس وجد قائم تھی اور حضرت محبوب الٰہی کو اس شعر پر وجد کامل تھا۔ اللہ اکبر شعر یہ تھا۔

نازیست ازان جانب و نازے کہ چہ میگوئیم ۔۔۔ مائیم نیازے و نیازے کہ چہ میگوئیم

اس دوران حضرت محبوب الٰہی کے بدن مبارک سے خوشبو آنے لگی پھر بڑھتے بڑھتے سارے حاضرین مجلس تک یہ خوشبو پھیل گئی اور سب سے خوشبو آنے لگی۔ یہ خوشبو تین دن تک تمام حاضرین کے جسم اور لباس سے آتی رہی۔

نقل ہے ایک دن حضرت محبوب الٰہی کی کیفیت وجد کی تھی اس حد تک کہ آپ بے ہوش ہو کر گر گئے آنکھیں خمار آلودہ اور سرخ ہوگئیں شکل کچھ سے کچھ ہوگئی جب یہ حال ہوگیا تو وہاں موجود لوگوں کو وہم ہونے لگا کہ خدانخواستہ کہیں آپ رحلت نہ فرما جائیں۔

چنانچہ سب کو غم والم گریہ اور آہ فغان نے گھیر لیا اس دوران حضرت خلیفہ اکبر (مولانا فخر جہاں) نے قوالوں کو سختی سے منع فرمایا تو کچھ دیر بعد آپ کو ہوش آ گیا بفضلہٖ تعالیٰ۔

Marfat.com

نقل ہے ایک دن حضرت محبوب الٰہی کو ایسا وجد اور حال آیا مجلس سماع میں کہ اسی وجد کی کیفیت میں ہی مجلس سے باہر آ گئے اور گھر چلے گئے وہاں بیٹھے رہے تو بھی وجد و حال کی کیفیت برقرار رہی وہاں سے چھوٹے گھر آئے تو بھی وجد برحال رہا۔ چشمان مبارک سرخ تھیں وہاں سے دوبارہ مجلس میں تشریف لائے تو بھی وہی کیفیت رہی۔ حضرت حق جل شانہ ہی جانتے ہیں کہ اس روز حضرت محبوب الٰہی پر کیا کیفیت تھی۔

نقل ہے میاں اللہ جوایا سے جو حضرت محبوب الٰہی سے پاکیزہ اعتقاد رکھتا ہے کہ ایک روز محفل سماع میں اس شعر پر حضرت محبوب الٰہی کو وجد ہوا۔

سنبل بتاب لالہ سیاہ مست وگل بہ ناز بیک جلوہ ازاں جمال بہ گلزار آمدہ

یہ محفل اس وقت تک جاری رہی کہ نماز ظہر کا وقت آ گیا جندو آرائیں جو کہ حضرت محبوب الٰہی کے خاص خادموں میں سے تھا۔ آیا اور عرض کی کہ ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ اس پر مجلس سماع ختم کر کے روایت کے مطابق ختم قرآن شریف شروع کیا گیا اسی دوران حضرت محبوب الٰہی نے اس شعر کو دہرایا اور اٹھ کھڑے ہوئے آپ پر دوبارہ وجد کی کیفیت طاری ہونے سے مجلس سماع دوبارہ شروع ہو گئی تا آنکہ جندو آرائیں نے دوبارہ آ کر کہا کہ "نماز قضا ہونے کو ہے" چونکہ حضرت محبوب الٰہی شریعت کا بہت لحاظ رکھتے تھے اس لئے آپ پر سے وجد کی کیفیت سکون پذیر ہو گئی مجلس سماع میں جس وضو سے بیٹھے تھے اسی سے مسجد جا کر نماز ظہر ادا فرمائی

نقل ہے میاں احمد یار مہاروی سے جو کہ حضرت محبوب الٰہی سے نہایت پاکیزہ اعتقاد رکھتا ہے کہتا ہے کبھی کبھی ہیجڑے منت ادا کرنے کے لئے آتے اور وہاں ناچتے گاتے تو ان کی آواز پر کبھی اپنے گھر ہی میں حضرت گریہ فرماتے اور کبھی کبھی آپ پر وجد کی کیفیت بھی طاری ہو جاتی تھی۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنی وافاض علی من فیوضاتہ۔

Marfat.com

فصل چہارم

(حضرت محبوب الٰہی کی کرامات اور خوارق عادات کے بارے میں)

اگر چہ اس مالک الملک حضرت حق جل جلالہ کے محبوب کی کرامات بے شمار ہیں ان میں سے تبرک کے طور پر تھوڑی سی اس رسالہ میں بیان کی گئی ہیں۔

نقل ہے خلیفہ اکبر (مولانا فخر جہاں) بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت محبوب الٰہی ذکر و اذکار کے شغل میں تھے امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کے ساتھ ہی عبادت کی جگہ خالی تھی میں وہاں جلدی سے کھڑا ہو گیا۔ آپ میں اس قدر حرارت تھی کہ مجھے محسوس ہوا کہ میں جھلس جاؤں گا پس میں اس جگہ سے دور چلا گیا۔

نقل ہے خمیسہ خان سے جو کہ حضرت محبوب الٰہی کے خادموں اور مریدوں میں سے ہے جس زمانے میں حضرت محبوب الٰہی نواب صادق محمد خان صاحب کے پاس ٹھہرے ہوئے نواب صاحب کو قدرے تکلیف تھی۔ شیخ مقبول احمد جو کہ وزیر اور مشیر خاص تھا حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ نواب بہاول خان مجھے قتل کرنا چاہتا ہے آپکو اللہ تعالیٰ نے علم معرفت عطا کیا ہے توجہ فرما کر آگاہی بخشیں کہ اگر تو نواب صادق محمد خان اس بیماری سے صحت یاب ہوتا ہے تو یہی مراد ہے ورنہ میں کہیں فرار ہو جاؤں۔

حضرت محبوب الٰہی نے اسے کوئی جواب نہ دیا۔ جس روز نواب صاحب سے رخصت ہو کر گھر کو روانہ ہونے لگے تو اسی روز میاں خمیسہ سے فرمایا کہ "**جاؤ اور شیخ مقبول محمد کو بلا لاؤ**" میں جا کر شیخ مقبول محمد کو بلا لایا حضرت نے اسے فرمایا "**اٹھارویں روز نواب بہاول خان اس دنیا سے رخصت ہو جائے گا**"۔

میاں خمیسہ کہتا ہے کہ میں نے دن گننا شروع کر دیتے جو کہ آپ نے فرمایا وہی ہوا **سبحان اللہ**۔

Marfat.com

مثنوی مولوی میں ہے۔

گفتۂ اُو گفتۂ اللہ بود　　گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

نقل ہے قاضی خیر محمد سکنہ خان بیلہ کہتا ہے میں جس زمانے میں حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں تھا میں رات کو اکثر آپ کی پنڈلیاں دبایا کرتا تھا آپ کے جسم سے نور کی تجلی ظاہر ہوتی تھی۔ سبحان اللہ تعالیٰ جیسے آپ کا جسم مبارک نورانی ہو۔

نقل ہے اسی قاضی خیر محمد سے کہ ایک روز دو طلباء کو حضرت محبوب الٰہی تصوف کی کسی کتاب کا سبق پڑھا رہے تھے ان طالب علموں میں ایک میاں نور محمد طاہر والی کا باشندہ بھی تھا میں حضرت کی نورانی پشت مبارک کی طرف بیٹھا تھا۔ جو مسئلہ بیان کرتے میں نے آپ کو سنا تھا وہ بہت عجیب تھا میرے دل میں خیال آیا کہ آئندہ ہر روز یہ سبق سنا کروں گا بہت ہی عالی مسائل ہیں۔ میرے اس خیال کو حضور نے جان لیا اور فرمایا
"یہ علم حال کا ہے نہ کہ قال کا" اس پر میاں نور محمد طاہر والی والے نے عرض کی" اگر حال کے بغیر ان کتابوں کا کوئی فائدہ نہیں ہے تو پھر بزرگوں نے یہ کتابیں تعلیم کے لئے تصنیف ہی کیوں کی ہیں اور دیگر لوگوں نے یہ جمع بھی کی ہیں؟" اس پر آپ نے فرمایا" یہ بات میں نے تم سے نہیں کہی تم خاموش رہو"

نقل ہے اسی قاضی خیر محمد سے۔ ایک روز حضرت محبوب الٰہی نے فرمانے فرمایا" جو کچھ بھی ہے شیخ کا کرم ہے شیخ کے کرم کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے جہاں بھی پہنچا دے شیخ پہنچا دے" اس پر میرے دل میں خیال آیا کہ اگر سب کچھ شیخ کا کرم ہی تو پھر یہ وظیفے اور ریاضتیں کیوں ہیں ان کے بغیر ہی آپ

Marfat.com

کرم فرما دیں" مجھے یہ خیال آتے ہی حضرت شیخ نے فرمایا" شیخ کا کرم بھی وظیفوں اور ریاضتوں کے بغیر نہیں ہوتا"۔

نقل ہے داؤد خان سے جو کہ حضور ے کے ساتھ کامل اعتقاد رکھتا ہے اور حضرت سے اس کا عشق ایک ضرب المثل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسکا کہنا ہے کہ اس زمانے میں حضرت محبوب الٰہی کا مرید اور دست بیعت نہ ہوا تھا لیکن آپکی ذات سے مجھے بہت عقیدت تھی جب بھی کوئی مشکل پیش آتی غائبانہ محبوب الٰہی کے دولت خانہ کی سمت رخ کر کے عرضداشت پیش کرتا تو میری مشکل آسان اور حل ہو جاتی ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں صادق محمد خان کی ملازمت میں تھا مجھ سے ایسا کام ہو گیا جس سے علماٗ کی شان میں بے ادبی اور توہین کا امکان تھا۔ سارے علاقے کے علماٗ اکٹھے ہو کر نواب صاحب کی خدمت میں پیش ہوئے اور میرے خلاف شکائت کی نواب صاحب کی کچہری میں میرے ایک دوست تھے مجھے انکی زبانی ساری کہانی کا علم ہوا تو میرے دل میں وسوسے اور اندیشے نے جنم لیا۔ اس پریشانی میں مجھے خیال آیا کہ حضرت محبوب الٰہی کی بجائے اس مرتبہ حضرت خواجہ سلیمان تونسوی کی بارگاہ میں روحانی طور پر مدد کے لئے عرض کروں وہ بھی زمانہ کے مشائخ میں سے ہیں اور پھر میرے پیر بھائی بھی ہیں۔

علماء نے نواب صاحب کی عدالت میں میرے خلاف مقدمہ دائر کر دیا جس پر نواب صاحب نے مقدمہ کرنے والے فریق کے حق میں فیصلہ فرما دیا فیصلے میں کہا گیا تھا کہ داؤد خان ہر حال میں سزا کا مستحق ہے میں اسے علماء کے سپرد کرتا ہوں وہ اس کے ساتھ جو چاہیں سلوک کریں۔

دوستوں کے ذریعے مجھے فیصلے کا علم ہوا تو مجھے یقین آ گیا کہ یہ سب میری اس رُوگردانی کے نتیجے میں ہوا ہے کہ میں نے روحانی طور پر حسب دستور حضرت محبوب الٰہی کی بجائے خواجہ سلیمان غریب نواز سے استمداد کی چنانچہ اب میں نے غائبانہ طور پر حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں معافی کے ساتھ عرض حال کیا چنانچہ میرے دل کو تسلی کا احساس ہوا اس کے ساتھ ہی میں تیار ہو کر نواب صاحب کے دربار میں پیش ہوا جب نواب صاحب

Marfat.com

کی نظر مجھ پر پڑی تو وہ مسکرا دیئے اور فرمایا "میں داؤد خان کا ہاتھ مولویوں کے ہاتھ میں نہیں دونگا"۔

نقل ہے داؤد خان سے کہ میرا کسی وجہ سے حاکم ملتان ساون مل کے بیٹے جسکا نام مُولا تھا سے اختلاف ہو گیا مجھ پر مقدمہ ہو گیا اس نے مجھے گرفتار کرنے کے لئے سپاہی بھیج دیئے میں خوف زدہ حالت میں ملتان شریف کو روانہ ہوا راستے میں گھوڑے سے اتر پڑا اور گلے میں چادر کا پلو ڈال کر پیر دستگیر حضرت خواجہ محبوب الٰہی کی طرف منہ کر کے اپنا حال عرض کیا اس عرضداشت پیش کرنے کے دوران مجھ پر غشی طاری ہو گئی تو میں نے دیکھا حضرت محبوب الٰہیؒ آئے ہوئے ہیں اور مخلوق کا اژدھام ہے آپ فرمان کرتے ہیں "مُولا ولد ساون پلید کو لے آؤ" اسے حاضر کیا گیا تو حضرت نے فرمایا "اسے مارو اور قید کر دو" میں نے خواب میں ایسا ہی دیکھا۔ میں غشی کی حالت سے بیدار ہوا میں ابھی ملتان کے راستے میں ہی تھا کہ میں نے مُولا کے قید ہونے کی خبر سنی۔

نقل ہے داؤد خان سے کہ جب حضرت محبوب الٰہی کی چھوٹی گھر والی فوت ہوئی تو حضرت غم سے بہت دل گرفتہ تھے۔ میرے دل میں خیال آیا کہ جب سوائے ذات پاک محبوب حقیقی جل جلالہ کے انہیں کوئی حاجت ضرورت نہیں ہے تو پھر آپ زوجہ کی وفات پر اس قدر غمگین کیوں ہیں" جونہی یہ خیال میرے دل میں آیا حضرت نے میری طرف منہ کر کے فرمایا "یہ ظاہری غم ہے سید الکونین ﷺ کو بھی اس روز ایسا ہی غم تھا" (نبی اکرمؐ نے حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا اور چچا ابو طالب کی وفات کے سال کو عام الحزن قرار دیا تھا)۔ از مترجم

نقل ہے میاں احمد بخش گاذر قوال (دھوبی) سکنہ حاجی پور سے جو کہ حضرت محبوب الٰہی کے مریدوں میں سے ہیں بیان کرتے ہیں "میں مردانہ طاقت سے محروم تھا لیکن شرم کی وجہ سے کسی سے بیان نہیں کرتا تھا جب میرے عزیزوں نے میری شادی کا ارادہ کیا تو میں بے چین اور پریشان ہو گیا اس پر میں نے

Marfat.com

فرصت کے وقت اپنا حال شیخ کی خدمت میں بیان کیا آپ نے شفقت فرمائی اور فرمایا" محض خیر ہے جاؤ اور کارِ خیر کرو" (تم بالکل ٹھیک ہو جا کر شادی کرو) اس شہباز کا یہ فرماں سن کر مجھے خوشی ہوئی فرحان وشاداں گھر کو لوٹا کہ راستے میں ہی تاثیر ظاہر ہو گئی۔ اللہ اکبر اس شہباز نے کیا کرامات ظاہر فرمائیں۔

"سبحان اللہ"

نقل ہے کہ حضرت محبوب الٰہی کے مریدوں میں ایک شخص نور محمد ہیجڑہ تھا اس حد تک کہ لباس اور زیورات بھی زنانہ استعمال کرتا تھا ایک روز اسے اپنی اس حالت پر شرم آئی اس نے روتے ہوئے آکر حضرت کی خدمت میں فریاد کی حضرت اس کو تین روز تک تعویذ لکھ کر دیتے رہے جنہیں گھول کر وہ پیتا رہا چوتھے روز اس میں مردانگی کے بے حد اثرات ظاہر ہوئے۔ اس ناچیز بندے نے بھی اسے خود دیکھا ہے اسکی اولاد بھی ہے۔ سبحان اللہ حق تعالیٰ سے جو چاہتے ہیں پاتے ہیں۔ مثنوی مولوی قدس سرہٗ میں ہے۔

چوں خدا از خود دعائے گد کند　　　پس دعائے خویش راچوں رد کند

ہر چہ او خواہد خدا خواہد چنیں　　　میدہد حق آرزوئے مستعین

نقل ہے میاں عبدالحکیم سجادہ نشین حضرت مولوی صاحب سلطان محمود جیو خانبیلوی سے جو حضرت محبوب الٰہی کے مریدوں میں سے ہے بیان کرتا ہے کہ ہمارا اپنے رشتہ دار قاضی خدا بخش ولد میاں فیض محمد ولد مولوی غوث بخش سکنہ اوچ شریف کے ساتھ ایک دنیاوی مقدمہ تھا وہ بھی حضرت محبوب الٰہی کا مرید تھا جب ہم دونوں فریق مقدمہ کے سلسلہ میں نواب بہاول خان جو کہ حضرت خواجہ سلیمان کا مرید تھا کے پاس پیش ہوئے تو اس نے کہا "تم دونوں فریق سنگھڑ شریف جاؤ جو فتویٰ وہاں سے ملے گا اس پر عمل ہوگا"۔ حاکم کے اس فیصلے سے مجھے سرتابی کی مجال نہ تھی میں یہ بھی جانتا تھا کہ حضرت خواجہ سلیمان قدس سرہ کے خدام قاضی خدا بخش سے جو کہ میرا مدعی تھا رشوت لے چکے ہیں اور وہ اسکے ساتھ ہیں۔ میرے پہنچتے ہی مقدمہ بازی

Marfat.com

کا فیصلہ میرے خلاف ہو جائے گا۔

میں حضرت محبوب الٰہی مالک الملک حقیقی کے پاس پہنچا اور ان سے صورت حال بیان کی یہ بھی عرض کی کہ سنگھڑ بہت دور ہے اور میرے پاس زادراہ بھی نہیں ہے اگر آپ کا حکم ہو تو گھر جا کر کچھ خرچ وغیرہ کا انتظام کروں؟۔

آپ نے فرمایا کہ " جلد جاؤ اور انتظام کر کے واپس آؤ" میں رقم کا انتظام کر کے واپس آؤ۔ میں رقم کا انتظام کر کے حضرت محبوب الٰہی کے پاس پہنچا حضرت اس وقت محفل میں تشریف فرما تھے میں نے قدم بوسی کی۔

جوں ہی حضرت کے وظیفے کا وقت نزدیک آیا تمام لوگ محفل سے اٹھ کھڑے ہوئے تو میں حضور کا دامن گیر ہو گیا اور عرض کی کہ حضور آپ کیوں وظیفے پڑھتے ہیں ان وظیفوں کا کیا اثر ظاہر ہے کہ آپکے مرید خراب اور خوار ہو رہے ہیں یہ وظیفے آگے کیا فائدہ دیں گے۔

فرمان ہوا " تمام احوال مقدمہ کے سنگھڑ شریف جا کر سناؤ" میں نے اپنا مقدمہ وہاں تحریر کیا اور حضرت دیرہ سے اٹھ کر گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ جونہی آپ حویلی کے دروازہ پر پہنچے تو مجھے فرمایا" جاؤ تم جہاں بھی ہو گے میں تمہارے ساتھ ہونگا۔ تسلی رکھو" یہ فرما کر آپ گھر میں داخل ہو گئے۔

میں مسکین دروازے پر کھڑا رہا۔ میں نے دیکھا کہ آپ جلد ہی گھر سے باہر تشریف لے آئے حضرت کا چہرہ مبارک سرخ تھا آنکھیں جوش سے پھیلی ہوئیں تھیں۔ مستی پیشانی سے عیاں تھی۔ راستے میں آپ نے کوئی گفتگو نہ فرمائی۔ جب مجلس میں تشریف فرما ہوئے تو بھی آپ کی طبیعت میں جوش و مستی قائم تھی۔ مجلس میں تشریف فرما ہو چکے تو کسی کو بھی آپ کی کیفیت کا اندازہ نہ تھا لیکن مجھے خبر تھی۔

اسی کیفیت میں آپ نے زبان معرفت بیان سے فرمایا "سنگھڑ نزدیک ہے؟" میں نے عرض کی" جی ہاں ایسا ہی ہے" دوسرے لوگ اصل بات سے بے خبر تھے انہوں نے کہا سنگھڑ نوے کوس پر ہے بعض نے کہا اسی کوس ہوگا اور بعض نے ستر کوس بتایا۔ حضرت نے ان کی کسی بات پر توجہ نہ فرمائی اور خاموش رہے کچھ دیر بعد سنگھڑ شریف کی طرف انگلی شریف سے اشارہ کر کے فرمایا "یہ سنگھڑ ہے" اہل محفل بیٹھے ادھر ادھر کی سوچ رہے

Marfat.com

تھے کہ حضرت محبوب الٰہی نے سنگھڑ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا "یہ ہے" مجھ عبدالحکیم پر اس وقت غشی کی کیفیت طاری ہوگئی۔ میں دیکھا کہ حضرت محبوب الٰہی اور حضرت سلیمان اکٹھے بیٹھے ہیں میں بھی محفل میں حاضر ہوں اور حضرت محبوب الٰہی نے میرا ہاتھ پکڑ کر حضرت خواجہ سلیمان کے ہاتھ میں دے دیا ہے۔

میری غشی اور غنودگی کی کیفیت ختم ہوئی دل کو تسلی ہوئی میں نے اجازت طلب کی حضرت محبوب الٰہیؒ نے فرمایا

"میاں صاحب خواجہ سلیمان کو نذر نہ دینا اگر دو بھی تو دو روپے سے زیادہ نہ دینا"۔

میں روانہ ہو کر احمد پور پہنچا اور مدعی کے ساتھ سنگھڑ کی طرف روانہ ہوا جونہی میں سنگھڑ پہنچا اور حضرت خواجہ سلیمانؒ کی خدمت حاضر ہوا ابھی میں دور ہی تھا کہ آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور مجھے تعظیم دی۔ میں نے حضرت کی خدمت میں نذر پیش کی تو آپ اپنے ہاتھ سے اٹھا کر نذر جیب میں رکھ لی جبکہ آپکا دستور ایسا بالکل نہ تھا آپ نذر کی رقم کبھی نہیں اٹھاتے تھے آپ نے فرمایا" جو کچھ کہنا چاہتے ہو کہو" میں نے انکی خدمت ہمیں تمام حال بیان کیا۔ حضرت نے اپنے منشی کو جس کا نام واصل تھا بلایا اور حکم دیا کہ "میاں عبدالحکیم کا موقف درست ہے" وہاں کے تمام اہل مجلس اور منشی واصل بھی رشوت کھائے ہوئے تھے لہٰذا انہوں نے کہا" یا حضرت ایسا مناسب نہیں ہے آپ شرعی حوالے سے رجوع فرمائیں" آپ نے فرمایا" میں جانتا ہوں عبدالحکیم حق پر ہے" انہوں نے دوبارہ عرض کی۔ اس پر آپ جوش میں آگئے اور فرمایا" میاں صاحب میاں خدا بخش جیو اس عبدالحکیم کے ساتھ بیٹھے ہیں اگر مقدمہ کا فیصلہ ایسا نہ کروں تو سنگھڑ کو غرق کر دیں گے پس۔ عبدالحکیم حق پر ہے"

ان کا (خواجہ سلیمان کا) خط میں بہاول خان کے پاس لایا تو جس چیز پر تنازعہ تھا وہ مجھے دے دی گئی۔ عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

پیر کہ باشد شہ کون و مکاں   خواجہ دادستد و کن فکاں

Marfat.com

نقل ہے کہ دریا حضرت کے شہر کے قریب آگیا حضرت کی خدمت عرض کیا گیا تو حضرت لوگوں کے ہمراہ دریا کی طرف روانہ ہوئے جب دریا پر تشریف لائے تو دریا کا زور و شور تھا حضرت محبوب الٰہی قدس سرہٗ نے اپنی انگشت مبارک دریا کی طرف کر کے فرمایا "دریا کا زور تو اس طرف ہے" دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ جس طرف آپ نے انگشت مبارک اٹھائی دریا اسی سمت کو رواں ہو گیا۔

نقل ہے جندوارائیں سے جو کہ حضرت محبوب الٰہی کا خادم خاص اور محب صادق تھا بیان کرتا ہے میں راتوں میں آپ کی ٹانگیں دبایا کرتا تھا ایک رات مجھے نیند نے آلیا تو اسی جگہ چارپائی سے لگ کر سو گیا جب آنکھ کھلی تو حضرت محبوب الٰہی کی ٹانگیں دبانے کیلئے لحاف میں ہاتھ داخل کیا تو آپ کا جسم مبارک نہ ملا مجھے خیال آیا کہ شاید سردی کی وجہ سے آپ ٹانگیں سکیڑلی ہونگی میں نے ہاتھ آگے بڑھایا تو وہاں جسم کی جگہ گوشت کا لوتھڑا تھا میں نے حیران ہو کر ہاتھ کھینچ لیا اور خوف سے اپنا سر پلنگ کی پٹی پر رکھ دیا (یہ جان کر کہ شاید خدانخواستہ آپ کو کچھ ہو گیا ہے)

کچھ دیر بعد آپ نے میرے سر پر ہاتھ رکھا اور دریافت فرمایا" سو گئے ہو؟ " میں نے عرض کی " حضور نیند میں نہیں تھا بلکہ میں تو خوف سے مدہوش تھا" پس آپ نے مسکرا کر فرمایا"جب تک میں زندہ ہوں کسی نے یہ احوال نہ کہنا"

نقل ہے داود خان سے کہ ایک دن میں حضرت محبوب الٰہیؒ کے ساتھ کشتی پر سوار تھا کہ اس وقت ایک دوسری کشتی کے مقابل آگئی جیسا کہ ملاحوں کی رسم ہے کہ شیخ بہاوالدین زکریا ملتانیؒ کا نام کے نعرے بلند کرتے ہیں انہوں نے نعرے بلند کیئے تو حضرت محبوب الٰہی نے تبسم فرمایا"یہ لوگ حضرت بہاؤ الحق اور شہ رکن کے نعرے لگا رہے ہیں اور انکی کشتی گرداب میں آنے والی ہے" آپ حضرت کے فرماتے ہی وہ کشتی گرداب میں آگئی تو ملاح فریاد کرنے لگے اور حضرت سے مدد کے طالب ہوئے کہ دعا فرمایئے کہیں کشتی

Marfat.com

غرق نہ ہو جائے۔ آپ نے فرمایا "خیر ہے" آپ کے یہ فرماتے ہی کشتی گرداب سے نکل گئی کچھ دیر بعد میں نے عرض کی "یا حضرت جس طرح ظاہری بادشاہوں کو ایک دوسرے سے غیرت ہوتی ہے معلوم پڑتا ہے کہ بادشاہان باطن کو بھی اسی طرح ہوتی ہے جیسا کہ اس وقت حضرت بہاؤ الحق اور شہ رکن عالم قدس اسرار ہم کے نام سے حضور کو بھی غیرت آئی ہے۔"

آپ نے فرمایا" ہاں غیرت ہوتی ہے"

نقل ہے کہ جب فتح محمد خان ولد نواب محمد بہاول خان بیعت ہونے کے واسطے حضرت محبوب الٰہی قدس اللہ سرہٗ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میرے والد میرے چھوٹے بھائی سعادت یار خان کو تخت پر بیٹھانا چاہتے ہیں جبکہ مستحق میں ہوں برائے خدا جل جلالہ اور حضرت نبی کریم ﷺ کرم فرمائیں اور اپنے ہاتھ سے لکھ دیں کہ **"والد کے بعد ملک تمھارا ہوگا"**

حضرت محبوب الٰہی قدس سرہ نے یہ لکھ کر فتح محمد خان کو دے دیا۔ اتفاقاً جب اسکے والد محمد بہاول خان کو حرج (بیماری) لاحق ہوا تو اس نے حکم دیا کہ فتح محمد خان کو آب شور (کڑوے پانی والی جگہ قلعہ رکن پور از مترجم) میں قید کر دیا جائے اور سعادت یار خان کو تخت پر بیٹھایا جائے فتح محمد خان کو چولستان کے قلعہ رکن پور میں قید کر دیا گیا جہاں کا پانی کڑوا تھا اور قید سخت تھی۔

چار ماہ چار دن کے بعد رعایا کے لوگ جمع ہو گئے اور فتح محمد خان کو قلعہ سے نکال لائے اور تخت پر بٹھا دیا۔

سعادت یار خان قلعہ لاہور میں قید ہے اور فتح محمد خان تا حال اپنے آباؤ اجداد کے تخت پر مستحکم ہے۔

نقل ہے سید غلام مرتضٰی مودودی سے جو کہ حضرت محبوب الٰہی کے مرید خاص ہیں۔ بیان کیا ہے کہ میرے بڑے بھائی جن کا نام سید غلام مصطفٰی ہے ان پر سکھوں کی سرکار کی طرف سے کئی ہزار روپے جرمانہ کیا گیا چونکہ وہ حضرت محبوب الٰہی قدس سرہ العزیز کے علاوہ کوئی وسیلہ جزیلہ نہیں رکھتا تھا اس لئے آپکی

Marfat.com

ذات میں حاضر ہوکر زیارت سے مشرف ہوکر انتہائی عجز و نیاز سے فریادی ہوا فرمان ہوا کہ " اے سید صاحب کچھ سو میں نے بخش دیئے اور کچھ سو نہیں" سید صاحب یہ تحریر لیکر جب گھر آیا تو وصولی کے وقت جس قدر رقم حضرت محبوب الٰہی نے معاف فرمادی تھی سکھوں نے بھی معاف کردی اور جس قدر آپ نے معاف نہیں کی تھی اس قدر انہوں نے وصول کرلی۔

نقل ہے خلیفہ احمد یار سے حضرت محبوب الٰہی اپنے مرشد کے روضہ پر تشریف رکھتے تھے مجھ سے فرمایا کہ "غلام حسین درکھان ملتان شریف والے نے یہ روضہ تعمیر کیا ہے دوسرا بھی تیار کرے گا" اس نے عرض کی (غلام حسین بھی وہیں موجود تھا) اس سے بھی خوب بنے گا۔
اس پر حضرت خاموش ہوگئے۔ آخر حضرت محبوب الٰہی کے وصال کے دس سال بعد جب دریا نے پہلا روضہ منہدم کردیا تو نیا روضہ تیار ہوا جو پہلے سے بہتر، وسیع اور خوبصورت تعمیر ہوا۔

نقل ہے میاں نصیر بخشؒ جو کہ حضرت محبوب الٰہی کے مریدوں سچے عاشقوں اور خلفاٗ میں سے تھے۔ فرماتے تھے ایک دن محبوب الٰہی مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک عربی دور سے ظاہر ہوا جب مسجد کے دروازے پر پہنچا تو حضرت محبوب الٰہی اسکے استقبال کے لئے کھڑے ہوگئے اور اس سے مصافحہ فرما کر دونوں مسجد میں بیٹھ گئے جب رات ہوئی تو وہ عربی بیعت ہوا اور ملازمت کی درخواست کی حتیٰ کہ حضرت کا خلیفہ مجاز بنا اسے دیکھ کو میں نے اور خلیفہ اکبر (مولانا فخر جہاں) نے اس کی سرگذشت دریافت کی تو اس نے بتایا کہ " میں حضرت عثمان ابن عفانؓ کی اولاد اور جدہ شریف کا رہنے والا ہوں۔ ہمیشہ مدینہ شریف میں روضہ مطہرہ پر عرض کرتا رہتا تھا کہ مجھے کسی اہل معرفت کے سپرد فرمایا جائے"
مبارک راتوں میں سے ایک رات میں نیند میں تھا کہ زیارت سید الکونین کا شرف حاصل ہوا حضرت محبوب الٰہیؒ حضرت محمد ﷺ کے روبرو بیٹھے تھے۔ حضرت محمد ﷺ نے میرا ہاتھ حضرت

Marfat.com

محبوب الٰہیؒ کے ہاتھ میں دے دیا میں نے حضرت سے پتہ نشان دریافت کیا تو آپ نے فرمایا" دریا کے کنارے چاچڑاں شریف ایک شہر ہے اس میں سکونت رکھتا ہوں" بلکہ اپنے شہر کا نقشہ بھی مجھے خواب میں دکھایا۔ پس جب میں بیدار ہوا تو آتش اشتیاق بھڑک چکی تھی میں شہر شہر بستی بستی ڈھونڈھتا پھرا حتیٰ کہ اپنے مقصود کو پہنچا۔ عرصہ تک وہ عربی حضرت محبوب الٰہیؒ کی خدمت میں رہ کر واپس لوٹ گیا اور لوگوں میں تبلیغ کرتا رہا جب تک زندہ رہا ہمیشہ جدہ شریف سے نذور اور تحائف حضرت کی خدمت میں بھیجتا رہا۔

نقل ہے مخدوم کریم حیدر بخاری سے جو کہ حضرت محبوب الٰہیؒ کے مریدوں اور عشاق میں سے تھے انکی عقیدت ضرب المثل تھی فرماتے تھے۔ جوانی میں ہمارے مذہب مشرب میں قدرے خلل تھا طبعیت شیعت کی طرف مائل تھی۔ لمبی مونچھیں رکھتا تھا دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت بھی رکھتا تھا اس مقصد کے لئے اپنے جدامجد سید جلال الدین حسین بخاری قدس سرہ کی مزار مبارک پر بیٹھ گیا۔

چار ماہ تک مٹکا سر پر رکھ کر فقراء کے لئے پانی لاتا رہا اور صبح شام یہی عرض کرتا رہا کہ " صحیح راستہ دکھایا جائے" ایک رات خانقاہ مبارک کے دروازے پر سویا ہوا تھا کہ میں نے خواب دیکھا کہ بادشاہوں کی مسند جیسی ایک اونچی مسند ہے اس پر حضرت جلال الدین حسین البخاری اور حضرت محبوب الٰہیؒ بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں بھی وہاں حاضر ہوں جدامجد حضرت جلال الدین حسین قدس سرہٗ کی خدمت میں میں نے احوال پیش کر کے اپنا چہرہ انکے قدموں پر رکھ دیا اس پر اس شہباز لامکانی نے فرمایا" اپنا چہرہ دور کرو تمھاری مونچھیں کانٹوں کی طرح چبھتی ہیں" میں نے اپنا چہرہ انکے قدموں سے دور کر لیا اور دل میں عہد کر لیا کہ آئندہ مونچھیں نہیں بڑھاؤں گا۔ پس حضرت سید جلال الدین حسین بخاری قدس سرہ العزیز نے میرا ہاتھ حضرت محبوب الٰہیؒ کے دست مبارک میں دے دیا۔ اس سے پہلے میں نے حضرت محبوب الٰہیؒ کو دیکھا ہوا تھا لیکن جیسا اعتقاد ہونا چاہیے ویسا نہ رکھتا تھا۔ جب یہ حال پایا تو دوسرا کام کاج خود پر حرام کر کے حضرت محبوب الٰہیؒ کی خدمت میں پہنچا اور بیعت کا شرف حاصل حاصل کیا اور اس شہباز کی برکت سے پہنچا جہاں پہنچا۔

Marfat.com

نقل ہے مخدوم کریم حیدر بخاری مذکور سے۔ روایت ہے کہ میں اپنے گھر میں وظیفے میں مشغول تھا کہ بہت عالی تجلی میرے مشاہدے میں آئی جب میں وظیفے سے فارغ ہوا تو تجلی کے مشاہدے سے پیدا ہونے والے جوش سے مجھ سے گھر میں نہیں بیٹھا جا رہا تھا۔ ان احوال کے بیان اور اظہار کے لئے حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں روانہ ہوا۔ حضرت محبوب الٰہی مجلس میں تشریف فرما تھے۔ میں نے قدم بوسی کی۔ دل میں خیال تھا کہ تخلیہ ہو تو جو مشاہدہ مجھے ہوا ہے وہ حضرت سے بیان کروں ابھی یہ خیال میرے دل میں آیا کہ حضرت کی زبان سے فرمان ہوا" حضرت نور محمد نارووالہ فرماتے تھے کہ اوائل میں مجھ پر تجلی اور مشاہدے کی کیفیت کا نزول ہوا تو مجھے بہت خوشی ہوئی اور اپنی یہ کیفیت بیان کرنے کے لئے میں اپنے مرشد قبلہ عالم کی خدمت مہار شریف رونہ ہوا جب میں آپکی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت قبلہ عالم کو دریا اور خود کو قطرہ پایا اور شرمساری سے خاموش ہو گیا"۔ مخدوم صاحب فرماتے تھے جب یہ بات میں نے حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ سے سنی تو جو خوشی کا خیال میرے دل میں تھا جاتا رہا۔ میں نے خود کو قطرہ بلکہ اس سے کم اور حضرت کو دریا پایا۔

نقل ہے ایک مرتبہ نواب محمد بہاول خان کی طرف سے حضرت محبوب الٰہیؒ کی خدمت میں ایک عریضہ آیا ایک مسئلہ میں فتویٰ کے لئے آپ نے فتویٰ دے دیا لیکن دیگر علماً مثلاً علی الدین اور مولوی عبداللہ نے اس کے خلاف فتویٰ دیا تھا اس دوران عبدالرحمٰن نامی ایک معتبر عالم جو حضرت خواجہ سلیمان تونسوی سے مریدی کا تعلق رکھتا تھا اور حضرت محبوب الٰہی کا شاگرد بھی تھا آپ کے شہر (چاچڑاں) میں سکونت پذیر تھا۔ اس نے قاضی علی الدین جو نواب صاحب کے دربار میں قاضی القضاۃ کے عہدے پر مامور تھا کو اس مضمون کا خط لکھا کہ " ہم اور آپ (قاضی علی الدین) حضرت صاحب سنگھڑ والا کے مرید ہیں اور میاں صاحب حضرت محبوب الٰہی ہم سے دشمنی رکھتے ہیں۔ اس لئے دیگر علماً کے برعکس فتویٰ دیا"۔

یہ خط جیسا بھی تھا حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں پہنچ گیا۔ جب حضرت نے پڑھا تو آپکی طبعیت میں جوش وجلال پیدا ہوا۔

Marfat.com

مولوی عبدالرحمٰن کوطلب فرما کر فرمایا کہ "میں تمھارا استاد تھا کیا حق ادب یہی تھا کہ مجھ پر جھوٹا بہتان برپا کرو"۔؟ مولوی خاموش رہا اسے کپکپی لگ گئی۔ عذر معذرت کرنے لگا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔
غیرت خداوندی کی بجلی چمکی جس نے مولوی کے وجود کو جلا کر رکھ دیا۔ چندروز کے اندر ہی مولوی مذکور کو استسقا کا عارضہ لاحق ہوا نعوذ باللہ اور وہ تین ماہ میں مرگیا۔ جیسا کہ شیخ جلال الدین رومی نے کہا ہے۔

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد — میلش اندر تہمت پاکاں زند
چوں خدا خواہد کہ پوشد عیب کس — کم زند در عیب اہل دل نفس
اولیا اطفال حق اندائے پسر — از حضور غیب از تو باخبر
غضب شاں از تیغ پولاد است تیز — گر نمی داری پسر واپس گریز
در پس ایں جلال اللہ میا — کز بریدن تیغ رانہ بود حیا
حب درویشاں کلید جنت است — دشمن ایشاں سزائے لعنت است

نقل ہے کہ قاضی میاں حافظ محمد جو غوث الغیوث (خواجہ محمد عاقلؒ) کے برادر حقیقی کی اولاد تھا (بھتیجا) اور مولوی قائم الدین جو کہ حافظ محمد کے ملازموں میں سے تھا یہ لوگ دل سے حضرت محبوب الٰہیؒ کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔
نوٹ: از مترجم۔ نسخہ پیر شاہ، نسخہ مجہولہ اور نسخہ احمد سعید چشتی میں خواجہ تاج محمود کا نام بھی شامل ہے۔
ایک مرتبہ جب حضرت الٰہیؒ کشتی کے ذریعے مہاراں شریف روانہ ہوئے تو قاضی حافظ اور مولوی قائم دین نے آپس میں مشورہ کیا کہ ہم بھی اپنے ملازموں کے ساتھ دوسری کشتی میں مہاراں شریف کو چلیں اور ملاحوں کو منہ مانگے دام دیکر حضرت محبوب الٰہیؒ کی کشتی کا تختہ نکلوادیں تا کہ وہ شہید ہو جائیں۔
یہ صلاح کر کے انہوں نے کشتی کے ملاح کو اپنے ساتھ ملالیا۔ خود وہ دوسری کشتی پر سوار ہو کر ساتھ روانہ ہوئے۔

Marfat.com

پہلے دن ہی طوفان کا سامنا ہوا اور قاضی مذکور (قاضی میاں حافظ محمد) کی کشتی اس میں غرق ہو گئی۔ قائم دین دریا میں ڈوب کر جان ہار گیا اور قاضی حافظ محمد غوطے کھاتے کھاتے بصد خواری کنارے پر پہنچا کہ کچھ جان باقی تھی۔ حضرت محبوب الٰہی کی کشتی جیسی تھی ویسی ہی رہی۔ الامان الامان اولیا اللہ کے غضب سے۔

نقل ہے کہ سکھوں کے زمانہ میں جب انہوں نے ملتان پر حملہ کیا تو اس کی خبر صادق محمد خان داؤد پوترہ جو ملک کا نواب تھا (ریاست بہاولپور کا) کو پہنچی حضرت محبوب الٰہی قبلہ غریب نواز اس وقت نوجوان تھے اور اس محفل میں موجود تھے صادق محمد خان نے کہا" خدا جل شانہ جانتا ہے کہ کیا ہوگا"۔
کسی نے یہ خبر مولوی سلطان محمود کو پہنچائی جو کہ حضرت محبوب الٰہیؒ کے پیر بھائی تھے کہ وہ کیا فرماتے ہیں اور خان صاحب کا ان پر جناب محبوب الٰہیؒ کی نسبت زیادہ اعتقاد تھا۔ اس وقت کسی نے کہا حضرت محبوب الٰہیؒ قبلہ غریب نواز فرماتے ہیں کہ "ملتان پر سکھوں کو غلبہ حاصل نہیں ہوگا" لیکن درحقیقت آپ نے یہ فرمایا ہی نہیں تھا۔ صادق محمد خان نے کہا"اس قول پر اعتبار نہیں کرنا چاہیے ہاں اگر مولوی سلطان محمود فرمائیں تو یقین آسکتا ہے"جب یہ بات حضرت فیض مآب حضرت محبوب الٰہی قبلہ غریب نواز تک پہنچی تو آپ جہاں تشریف فرما تھے وہاں سے اٹھ کر اپنی قیام گاہ پر آئے اور فرمایا" مولوی سلطان محمود کیا ہے کوئی اس سے بڑھ کر بھی آجائے تو ملتان پر سکھوں کا حملہ اور تباہی ضرور آئے گی"۔ آخر کار ویسا ہی ہوا جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا۔

نقل ہے میاں احمد یار مجاور سے۔ ایک مرتبہ جب دریا نے کوٹ مٹھن شہر پر زور دکھایا اس وقت حضرت محبوب الٰہیؒ شہر میں ہی تھے نور محمد نامی شخص نے حضرت محبوب الٰہی غریب نوازؒ کی خدمت میں عرض کی " دریا کو بہت زور ہے اب شہر نہیں بچتا۔ ہم سب کو صرف یہ افسوس ہے کہ حضرت غوث الغیوث قبلہ غریب نواز قدس سرہ (خواجہ محمد عاقل) کا روضہ مطہرہ بھی یہیں ہے جو شاید منہدم ہو جائے

Marfat.com

گا"۔ حضرت محبوب الٰہیؒ کی طبیعت میں جوش آیا اور آپ نے فرمایا" دریا کو کیا طاقت ہے کہ روضہ مطہرہ کو گرائے" دریا اسی دن دوسرے کنارے کی طرف مڑ گیا۔

حضرت محبوب الٰہیؒ قبلہ غریب نواز سے پختہ اعتقاد رکھنے والوں پر واضح ہو کہ منکر یعنی وہابی مرتد اس عالی جناب پر اعتراض کرے گا کہ" اگر دریا کو بھی توفیق نہ تھی تو پھر حضرت محبوب الٰہی قبلہ غریب نواز کے وصال کے دس سال بعد روضہ کیوں دریا برد ہوا؟"۔

"تو جواب اس کا یہ ہے کہ حضرت محبوب الٰہی کے چھوٹے بھائی خواجہ تاج محمود کی اولاد بھی روضہ مطہرہ کے نذرانوں کی وارث تھی خلیفہ اکبر (مولانا فخر جہاں) جو کہ حضرت محبوب الٰہی کے بڑے فرزند، بزرگ سجادہ نشین اور محبوب الٰہی قبلہ غریب نوازؒ کی ولایت کے وارث ہیں کے ساتھ ہمیشہ نذرانوں کی وجہ سے بے ادبی اور جھگڑا کرتے تھے جبکہ ہر خاص و عام جانتا ہے کہ حضرت خلیفہ اکبرؒ اپنی جناب پاک سے ان لوگوں کا جھگڑا ختم کرنا چاہتے تھے۔ آخر کار یہی ثمرہ وقوع میں آیا کہ دریا روضہ مطہرہ کو بہا لے گیا اور وجود مبارک مشائخین عضام قدس اسرارھم۔ نعش ہائے عظام کے دو حصے ہوئے ایک حصہ انہوں نے لے لیا اور ایک حصہ وجود مبارک حضرت غوث الغیوث قبلہ عالم قدس سرہ (خواجہ محمد عاقلؒ) اور حضرت محبوب الٰہی قبلہ غریب نواز قدس سرہ کے تھے جو حضرت خلیفہ اکبر (مولانا فخر جہاں) نے لے لیا اور دوسرا روضہ مبارک پہلے روضہ مبارک سے زیادہ معمور (آباد) ہے۔

ایک حصہ (دوسرا حصہ) وجود مبارک کا خواجہ احمد علی اور خواجہ تاج محمودؒ تھے جو صاحبزادگان خواجہ تاج محمد صاحب نے لے لیا آج تک وہ دن نہیں ہوسکا اگر کوئی بد بخت سوال کرے کہ حضرت خلیفہ اکبرؒ (خواجہ فخر جہاں) نے محض نذرانوں کے جھگڑے کی وجہ سے یہ دعا طلب کی تھی یا دنیا کی طلب مطلوب تھی تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت خلیفہ اکبر نے نذرانوں کا حصہ مجاور کو عطا کر دیا

Marfat.com

تھا آپ ان میں سے ایک پیسہ بھی نہیں لیتے تھے۔ اگر خود کچھ لیتے تو دنیاوی طمع اور لالچ ثابت ہوتی۔ اور جھگڑا کرنے والوں کا احوال یہ ہے کہ نذرانے اپنے صرف میں لاتے تھے اور اپنے موروثہ روضہ کے مجاور پر چوری کا الزام لگا کر اسے بے عزت کرتے تھے اور ہر سال مجاور تبدیل کرتے تھے"۔

نقل ہے میاں نصیر بخشؒ سے کہ ہمارے شہر میں ایک شخص حضرت محبوب الٰہی قبلہ غریب نوازؒ کا مرید تھا اس کے بازو اور ٹانگ پر فالج کا حملہ اس قدر شدید ہوا کہ طبیبوں نے لاعلاج کر دیا۔ ایک رات اس کے خواب میں حضرت محبوب الٰہی قبلہ غریب نوازؒ آئے اور اسکے مفلوج بازو اور ٹانگ پر ہاتھ پھیرا۔ جب صبح وہ اٹھا تو شفاء کامل تھی۔ بلکہ بدن کی قوت اور چلنے کی رفتار بھی مزید حاصل تھی۔ یہ کرامات آنحضرت محبوب الٰہیؒ کے وصال کے بعد صادر ہوئیں۔

حدیث قدسی میں ہے " **ان اولیا الله لایموتون** " (بے شک اولیا اللہ کو موت نہیں آتی)۔

مثنوی مولوی میں ہے۔

چیست کافر منکر از ایمان شیخ چیست مردہ بے خبر از جان شیخ

اور دیوان حافظ میں ہے

ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

نقل ہے میاں نصیر بخش مہاروی سے کہ ایک مرتبہ حضور محبوب الٰہی کوٹ مٹھن اپنے پیر کے روضہ مبارک کی زیارت کیلئے آئے ہوئے تھے میں بھی ہمراہ تھا۔ حضرت محبوب الٰہیؒ جب گھر کی طرف واپس جانے لگے تو مجھے ایک طرف لے جا کر فرمایا" گذشتہ رات جب میں روضہ کے شریف تالاب پر بیٹھا تھا کہ کوچہ سے روشنی نظر آئی اور آواز آئی کہ حضرت سید الکونین رسول الثقلین ﷺ اس راستے سے

Marfat.com

تشریف لا رہے ہیں میں بیٹھا تھا کہ اٹھ کھڑا ہوا اور حضرت علیﷺ کی طرف متوجہ ہوا اور اسی طرف قدم بڑھائے اچانک ایک شخص دروازے سے ظاہر ہوا اسکے ہاتھوں میں ایک صندوق تھا اس اسے کھولا اس کے اندر دوسرا صندوق تھا اسے بھی کھولا ایسے ہی چوتھے صندوق میں سے ایک کلاہ برآمد ہوئی اس نے کہا" یہ کلاہ حضرت سید الکونین علیہ الصلوۃ والسلام نے تمھارے لئے دی ہے اسے اپنے سر پر رکھ لو۔ میرے سر پر پہلے سے عمامہ (پگڑی) تھا میں نے اسے اتارنا چاہا تاکہ اس کی جگہ کلاہ پہن سکوں۔ اس شخص نے کہا"اس میں دو جہاں کی بادشاہی ہے اسے عمامہ کے اوپر ہی پہن لو اسکو بھی محیط ہو جائے گی"

جب قصہ یہاں تک بیان فرمایا تو آپکو بے حد گریہ ہوا اور فرمایا" حق جل شانہ نے اس بندہ پر حد سے زائد کرم کیا مزید فرمایا حضرت نے آپ کے والد یعنی حضرت صاحبزادہ خواجہ نور حسن خلف حضرت قبلہ عالم صاحب مہاروی اس جگہ ہمارے شہر میں آئیں گے۔ میرے طرف سے انہیں کہیں کہ آپکی آخری عمر ہے نامشروعات سے تائب ہو کر جو میں کہوں اس پر عمل کریں"۔

مجھے تعجب ہوا کہ میرے والد کی عادت یہ تھی کہ جب گھر سے تیاری فرماتے تو پہلے میری طرف قاصد بھیج کر اطلاع کرتے کہ "فلاں روز روانہ ہونا چاہتا ہوں" اس وقت کوئی قاصد نہیں آیا تھا۔ جب میں حضرت محبوب الٰہی قبلہ غریب نوازؒ کے ساتھ چاچڑاں شریف پہنچا تو دوسرے روز میرے والد آگئے قبلہ غریب نوازؒ نے جو کچھ فرمایا اس پر عمل کیا۔

نقل ہے خراسان کے تاجروں میں سے ایک شخص گھوڑوں کی تجارت کے لئے اجمیر شریف آیا جہاں مرجع الاولیأ حضرت خواجہ معین الدین قدس سرہ کی خانقاہ ہے وہ وہاں سکونت پذیر ہو گیا انہی دنوں شہنشاہ حضرت مرجع الاولیأ کا عرس قریب آ گیا۔

اکثر لوگ عرس کی طرف روانہ ہوئے اسے کہا گیا" تم بھی جاؤ درویش کا متبرک مقام ہے" اس نے

Marfat.com

جواب دیا" میں کیا جانوں اس درویش اور اسکے عرس کو۔ میں یہاں اپنے گھوڑے بیچنے آیا ہوں گھوڑے چھوڑ کر لہوولعب اور عرس میں شمولیت کروں۔ اس سے مجھے کیا فائدہ ہوگا"۔

اس سے ذات والا صفات حضور حقیقی کے بارے میں جو بے ادبی سرزد ہوئی اس سے اس جناب عالی میں غیرت آئی اور ایک ماہ کے اندر اس کے سات ہزار روپے مالیت کے تمام گھوڑے مر گئے، نوکر چاکر چھوڑ گئے اور وہ اکیلا رہ گیا۔ اس کا دل غم الم سے بھر گیا لاچار ہوکر اجمیر شریف کا ارادہ کیا حضور میں پہنچا اور وہیں رہ پڑا۔

ایک رات رحمت کا دریا جوش میں آیا اسے حضرت مرجع الاولیأ اجمیری شہنشاہ کا خواب میں دیدار ہوا حضرت محبوب الٰہیؒ ان کے سامنے بیٹھے تھے حضرت مرجع الاولیأ (اجمیری سرکار) بیٹھے کتاب پڑھ رہے تھے آپ نے تاجر کا ہاتھ پکڑ کر حضور محبوب الٰہی کے سپرد فرمادیا اور فرمایا" چاچڑاں جاؤ یہاں سے مغرب کی طرف ہے"

وہ تلاش کرتا ہوا چاچڑاں پہنچا اور حضرت محبوب الٰہی قبلہ غریب نواز کی خدمت میں آکر مرید ہوا اور کچھ عرصہ بعد اسے خلافت کا منصب بھی ملا۔ وہ یہیں (چاچڑاں میں) تھا کہ اسے اس کے بیٹے کا خط ملا جس میں اس نے اطلاع دی تھی کہ اس نے تجارت کی ہے جس سے اسے دس ہزار کا فائدہ ہوا ہے۔ کئی روز بعد حضرت محبوب الٰہی نے اسے رخصت کردیا وہ ابھی تک ملک خراسان میں مخلوق میں رُشد کی تبلیغ کرتا ہے۔

نقل ہے میاں پاندھی سے جو حضرت قبلہ غریب نوازؒ کے بااعتقاد مریدوں میں ہے بیان کرتا ہے کہ میں ملک سندھ میں ملازمت کرتا تھا۔ تقریباً ساٹھ روپے اور زنانہ پارچات جمع کر کے کوٹ مٹھن پہنچا حضرت محبوب الٰہیؒ وہیں تھے میں نے عرض کی کہ میرا گھر یہاں سے سات کوس کے فاصلے پر ہے راستے میں کئی علاقے چوروں کے ہیں میں وہاں کیسے پہنچوں گا آپ مسکرائے اور فرمایا" اگر ایک روپیہ مجھے دو تو میں

Marfat.com

تمھاری پاسبانی کروں گا"۔ میں نے (پاندھی خان) جب یہ بات سنی تو جلدی سے ایک روپیہ حضور عالی میں پیش کر دیا۔ حضرت نے فرمایا "میں تو خوش طبعی کر رہا تھا"۔

میں نے (پاندھی نے) عرض کی "آپ نے خود ہی وعدہ ہے میں اب میں آپ کا دامن نہیں چھوڑوں گا" اس پر حضور نے حکم دیا کہ "جلد روانہ ہو جاؤ میرے قیلولہ کے وقت سے پہلے پہنچ جاؤ" میں روانہ ہو گیا ابھی ایک کوس سفر کیا تھا کہ دو افراد نظر آئے جو زخمی تھے☆۔ میں نے ماجرا دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ رہزنوں نے حملہ کیا ہے جو راستے پر ہی کھڑے ہیں اور لوٹ مار کر رہے ہیں انہوں نے ہمیں زخمی کر دیا ہے۔

یہ حال سن کر میرے دل میں بہت خوف اور لرزہ پیدا ہوا لیکن مرشد پر تکیہ اور اعتقاد پختہ تھا میں باز نہ آیا اور روانہ ہوا۔ چوروں کے دو گروہ مجھے راستے میں نظر آئے میں ان کے نزدیک پہنچا اور السلام علیکم کہا انہوں نے سلام کا جواب دیا میں نے گھوڑے کو دوڑایا تو وہ میرے پیچھے بھاگے ایک تو راستے میں گر گیا دوسرا میرے پیچھے تھا کہ سپاہیوں کی جماعت آ گئی جنہیں دیکھ کر وہ جنگل میں چھپ گیا اور میں خیر سلامتی سے گھر پہنچ گیا۔

نقل ہے فتح محمد غوری سے جو کہ اس وقت کے امرا اور حضرت محبوب الٰہی کے پیر بھائیوں میں سے تھا وہ ملک سندھ میں قید ہو گیا تو اپنے آدمی کو حضرت محبوب الٰہیؒ کی خدمت میں بھیجا کہ کرم فرمائیں تاکہ خلاصی پاؤں۔

حضرت محبوب الٰہی نے اسے تسلی کا خط لکھا اور دعائے خیر فرمائی۔ مدت تک کوئی نتیجہ سامنے نہ آیا تو ایک روز کسی نے حضرت کی موجودگی میں محفل میں اس طرح کی گفتگو کی "فتح محمد غوری کا قید سے رہائی پانا مشکل ہے بلکہ اس کی تو ہڈیاں بھی قید سے نہیں نکلیں گی"۔ حضرت محبوب الٰہیؒ کو جوش آ گیا اور فرمایا "اپنے پیر کامل کی برکت سے وہ اسی ہفتہ یہاں آ جائے گا" آخر وہی ہوا جو آپ نے فرمایا۔

☆ احمد سعید چشتی نے لکھا ہے "دس آدمی نظر آئے جو زخمی تھے جبکہ اصل عبارت ہے "دو کس را دیدم۔

Marfat.com

نقل ہے کہ ایک نواب جو مریدوں میں سے تھا جب انگریزوں نے سندھ پر حملہ کیا تو اس پر سات لاکھ روپے جرمانہ کردیا جو وہ ادا کرنے سے قاصر تھا اس نے فتح محمد غوری کے توسط سے حضرت محبوب الٰہیؒ کی خدمت خط لکھ کر بھیجا اور اس میں آہ وزاری کی۔ حضرت نے اسے جواب لکھ کر" بھیجا کہ "حضرت خواجہ نور محمد نارووالا قدس سرہ کے روضہ کے برآمدہ کی تعمیر کے لئے کچھ بھیجا جائے۔

ان کی ذات والا صفات کی توجہ سے جرمانہ معاف ہو جائے گا۔

میر مذکور نے پانچ صدر روپیہ حضرت محبوب الٰہیؒ کی خدمت میں بھیج دیا۔ حضرت محبوب الٰہیؒ نے پانچ صد روپے سجادہ نشین کو بھجوادیئے جن سے برامدہ تعمیر ہوا۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عن شیخنا المعظم المضخم المکرم محبوب الٰہی وار ضا علینا وفیوضا عیلنبا من عفوضا تہ بحر مۃ ذات۔

جل جلالہ و نبی الکریم علیہ اصلواۃ من اللہ العظیم

نقل ہے جب حضرت محبوب الٰہی حضرت خواجہ نور محمد نارووالہ کے سالانہ عرس مبارک پر تشریف لے گئے وہاں کے تمام باشندے علاقہ پچادھ کے آپ کے مرید تھے ان کی کاشتکاری کا دارومدار بارش پر تھا۔

سب نے عرض کی اور گریہ زاری کی اور کہا" ہمارا آپکے سوا کون ہے جسے وسیلہ کریں کرم فرمائیں کہ بارش ہو اس خشک سالی نے حالت خراب کردی ہے"

حضرت محبوب الٰہی نے دعا اور فاتحہ خیر کہا ایک پہر نہیں گزرا تھا کہ ایسی بارش ہوئی کہ کسی سال ایسی بارش نہ ہوئی تھی۔

Marfat.com

نقل ہے غوث پور کے باشندے کوڑے خان سے جو کہ حضرت محبوب الٰہی کے مریدوں میں سے ہے۔نوابی جب فتح محمد خان پر آئی اور سعادت یار خان قید ہوا تو مجھے بھی قید کر دیا گیا چولستان کے ویران قلعہ رکن پور میں جو راجھستان کی سرحد پر ہے میں چند ماہ مقید رہا میں نے تین لاکھ مرتبہ درود شریف پڑھا آخر ایک رات خواب میں مجھے حضرت سید الکونین علیہ الصلوۃ والسلام کی زیارت برقع میں نصیب ہوئی ۔حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہ روبرو تھے اور حضرت محبوب الٰہی ساتھ تشریف فرما تھے۔

حضرت علی المرتضی نے سید الانبیاؑ والمرسلین کی خدمت میں عرض کی "اس کوڑے خان کو رہائی دی جائے" حضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا "اچھا ہے" پس میرے شیخ یعنی محبوب الٰہی نے فرمایا "جاؤ تمھیں قید سے آزادی ملی ہے"۔

جب بیدار ہوا تو میں نے دل میں کہا "میں تو قید میں ہوں رہائی کیسے پاؤں" جب میں دوسری بار سویا تو میں دیکھا کہ حضرت محبوب الٰہیؒ فرماتے ہیں "تجھے رخصت ہے" جب بیدار ہوا تو دل میں کہا" کیا کروں کوئی چارہ نہیں ہے اور فرمان یہ آرہا ہے نتیجہ کوئی سامنے نہیں آرہا" جب تیسری رات مجھے نیند آئی تو خواب میں حضرت محبوب الٰہیؒ تشریف لائے اور فرمایا "تجھے رہائی ہے"

جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ قلعے پر تیس کی تعداد میں محافظ تھے جنکے پاس دوسرے گاؤں سے قاصد آیا کہ وہاں مارواڑ کے ڈاکوؤں نے حملہ کیا ہے اور مال متاع جانور وغیرہ لوٹ لیے ہیں۔

سارے سپاہی اس طرف چلے گئے پیچھے چار یا پانچ آدمی رہ گئے میرے دل میں خیال آیا کہ آج سے اچھا موقعہ نہیں ملے گا۔ میں نے پاؤں کی بیڑیاں کھولیں اور ان سپاہیوں کے ہتھیار پہن لئے (اٹھا لئے) اور گھوڑا بھی انہی کا کھول لیا۔ پیچھے رہ جانے والے سپاہیوں نے جب مجھے مسلح دیکھا تو ان کو اپنی جان کی پڑ گئی وہ مغلوب ہوئے۔

لیکن قلعہ سے باہر شہر میں میرے بارے میں اطلاع ہوگئی سارے شہری تقریباً ساٹھ اشخاص اسلحہ لیکر آگئے وہ قلعہ کے دروازے پر تھے اور ہم قلعہ کے اندر تھے قلعے کے دروازے پر کئی سیر کا مظبوط آھنی قفل لگا ہوتا جب

Marfat.com

میں دروازے پر آیا تو اسے مقفل پایا۔ قلعے سے باہر لوگوں کا اژدھام تھا زندگی کی امید منقطع ہوتی نظر آئی۔ خیال میں میں نے حضرت محبوب الٰہی سے رجوع کیا اور عرض کی اسی عالم بیداری میں میں نے حضرت کو اپنی آنکھوں سے وہاں دیکھا قلعے کا تالا زمین پر پڑا ہوا تھا"

جب یہ لطف وکرم عمیم الاشفاق دیکھا تو میں دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ میری جرأت بڑھ گئی باہر دروازے پر جو لوگ مسلح کھڑے تھے مجھے دیکھ کر فرار ہونے لگے۔

میں سوار ہو کر شہر میں جا پہنچا جو دیہات ہی ہے میں نے وہاں پہنچ کچھ آرام کیا لیکن دشمنوں کے خوف سے جلد ہی اٹھ گیا۔ اور روانہ ہوا اور جودھاسر کے قریہ میں پہنچ گیا وہاں پہنچ کر میں دشمنوں سے بے خوف اور محفوظ ہو گیا۔ ایک ساعت کے بعد مخالف سپاہی آ گئے انہوں نے جودھاسر کے لوگوں سے مجھے طلب کیا لیکن وہاں کے لوگوں نے کہا" اگر کوئی مفرور ہمارے علاقے میں پہنچ جائے تو اسے کبھی واپس نہیں کیا جاتا" انہوں نے کہا اگر آپ قیدی نہیں دیتے تو گھوڑا اور اسلح تو واپس کر دیں" وہ گھوڑا اور اسلحہ لیکر چلے گئے تو وہاں کے لوگوں نے مجھے اونٹ پر سوار کر کے وہاں کے عظیم شہر اور پایہ تخت بیکانیر بھیج دیا جہاں میں نے راجہ سے اپنا احوال کہا، راجہ نے مہربانی کی اور مجھے رسالدار کی نوکری دے دی۔

نقل ہے کوڑے خان سے۔ ابھی میں بیعت نہیں ہوا تھا وہ بیان کرتا ہے کہ میرے دل میں ہمیشہ سے یہ خیال تھا کہ اگر بیعت کروں گا تو اوچ متبرکہ کے مخدوم صاحب مخدوم گنج بخش سے کروں گا جو اولاد ہیں حضرت غوث الثقلین شیخ ابو محمد میراں محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی۔

ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک خطرناک کنویں میں گرا ہوا ہوں اپنی زندگی سے مایوس غم زدہ بیٹھا ہوں۔ اس عالم میں مخدوم صاحب گویا میرے ساتھ ہیں لیکن کنارے پر ہیں۔ میں آہ وفغان اور شور کر رہا ہوں کہ مخدوم صاحب آپ تو میرے مرشد ہیں۔ مجھے باہر نکالیں" مخدوم صاحب نے کہا" مجھے یہ توفیق نہیں ہے" اسی وقت حضرت محبوب الٰہیؒ کنارہ پر نظر آئے۔ آپ نے اپنا دست مبارک میرے ہاتھ دیکر مجھے باہر نکالا اور مجھے بہت تسلی دی۔ جب دن ہوا تو میرے دل سے مخدوم صاحب سے بیعت ہونے کا خیال نکل گیا میں

Marfat.com

نے خود کو جلد سے جلد حضرت محبوب الٰہیؒ کی خدمت میں پہنچایا۔اور بیعت کا شرف حاصل کیا۔

الحمدولله علی ذلك۔

نقل ہے میاں غلام نبی ولد میاں جان محمد سکنہ روہڑی شریف قوم تنیہ سے جو کہ مریدوں میں سے ہے اور عاشق صادق ہے حضرت محبوب الٰہی کا۔ بیان کرتا ہے کہ میں گھر میں تھا اور کبھی حضرت محبوب الٰہی کو نہ دیکھا تھا لیکن دل میں سلوک کی آرزو رکھتا تھا۔ایک فقیر جو کہ میرے ملک کا تھا اس سے میں نے ایسا وظیفہ طلب کیا جو شیخ وقت،سید وسالار وسلطان المشائخ کو جاننے میں دلالت کرے۔

اس نے مجھے ایک وظیفہ دیا اور اسکی ترتیب سمجھائی اسکے سمجھانے کے مطابق مین اپنے گھر میں وظیفہ پڑھتا رہتا تھا۔ایک رات کی بات ہے کہ میں وظیفہ میں مشغول تھا کہ اہل اللہ میں سے ایک صورت میرے سامنے نمودار ہوئی جو بہت محبوب اور مرغوب تھی میں وارفتگی سے ان کی طرف بڑھا لیکن وہ شکل گم ہوگئی۔میرا عشق دیوانگی کی شکل میں ظاہر ہوا۔میں کچھ مدت دیوانوں کی طرح لگتا تھا۔میرے والد صاحب میاں جان محمد نے مجھے زنجیر سے باندھ دیا۔

ایک روز میں نے اپنی دیوانگی اور شیخ کی زیارت کا حال انہیں مفصلاً دیا میرے والد محترم چونکہ حضرت غوث الغیوث (خواجہ محمد عاقل) کے مرید تھے اور حضرت محبوب الٰہی کے پیر بھائی تھے اور مدت تک ان کے ساتھ رہے تھے انہوں نے تفصیل سن کر کہا" یہ تفصیل حضرت محبوب الٰہی کی ہے جو سجادہ نشین ہیں میرے مرشد کے۔اور ولایت فقر کے وارث ہیں۔جب میں نے یہ سنا تو میرا شوق واشتیاق مزید بڑھ گیا۔چنانچہ میں حضرت محبوب الٰہیؒ کی خدمت میں حاضری کیلئے روانہ ہوا۔ جب میں حضور میں پہنچا تو دربار اور کچہری آراستہ تھی سکندر پرنس جو کہ فرنگی قوم سے بہت عالی منصب رکھتا تھا۔وہ حضرت محبوب الٰہیؒ کے معتقدوں اور محبوں میں تھا وہ بھی وہاں موجود تھا۔میں نے دور ہی سے حضرت محبوب الٰہی کو پہچان لیا بلکہ دیکھتے ہی بے ہوش ہوکر گر گیا۔

Marfat.com

جیسا کہ مولانا جامی نے کہا ہے۔

زعالم قبلہ گاہی جان من اوست فدایش جان من جانان من اوست

بخوابم روئے زیباوے نمود است شکیب از جان شیداوے ربود است

بہ تن درتپ بہ دل ورتاب اُدیم زدبدہ غرق خون ناب اُدیم

دریں کشورز سود ا لیش فتادم دین شہر از تمنا لیش فتادم

مراز خانماں آوارہ او ساخت دریں آوارگی بے چارہ او ساخت

بہر محنت کہ دیدی چند سالم کہ بود از راحت یتی ملالم

ہمہ از آرزوئے روئے اوبود زشوق قامت دلجوئی او بود

زکوہ افزوں بود بارمن امروز ندانم چوں شود کارمن امروز

میں ایک پہر کے قریب دروازہ پر بے ہوش پڑا رہا بعد میں اٹھ کر قدم بوسی کا شرف حاصل کیا اور آپ کی بیعت اختیار کی۔ **الحمد و لله علی ذلك**

نقل ہے مسوخان نطقانی سے جو کہ حضرت محبوب الٰہی کا صادق الاعتقاد مرید ہے کہتا ہے کہ ایک وقت میں اور میرا بھائی دونوں کوٹ مٹھن میں ملازم تھے مجھے وہ مرض لاحق ہو گیا جسے سنگ مثانہ (مثانہ کی پتھری) کہتے ہیں۔ میں نے جس قدر دوا کی مرض بڑھتا ہی گیا حکما نے واضح طور پر بتا دیا کہ اس کا علاج آپریشن کے علاوہ نہیں ہے میں آپریشن سے خوف زدہ تھا کیونکہ آپریشن کرانے والے اکثر لوگ مر جاتے تھے۔ اتفاق سے ایک روز حضرت محبوب الٰہیؒ اپنے گھر (چاچڑاں) سے کوٹ مٹھن شریف خانقاہ شریف کی زیارت کے لئے تشریف لے آئے میں اس شہباز کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی۔ فرمان ہوا "خانقاہ مبارک پر بیٹھو خیر ہو گی"۔

Marfat.com

اس پر میرے بھائی نے عرض کی کہ " قبلہ اس سلسلے میں خانقاہ پر کچھ عرض کی جائے یا خود بخود توجہ ہوگی۔آپ نے فرمایا" ہاں ایسا ہی ہوگا بس خانقاہ مبارک پر قیام جاری رکھو"

اس دوران میرے اصل وطن ڈیرہ غازی خان سے والدہ صاحبہ کی طرف سے خط آیا کہ " میں تمھاری شکل دیکھنے کو ترس رہی ہوں جلد پہنچو"

میں نے اپنے چھوٹے بھائی کے ہمراہ حاضر ہوکر عرض کی کہ " والدہ صاحبہ نے خط لکھا ہے کہ علاج بھی یہاں آکر کرو۔

اس پر حضرت محبوب الٰہی قدس سرہ نے فرمایا" اگر وہاں آرام نہ آئے تو یہاں آجانا" جب میں نے یہ فرمان سنا تو جان لیا کہ وہاں شفانہ ہوگی۔ القصہ میں خانقاہ مبارک پر ہی سائل بن کر رہنے لگا جیسا کہ فرمان تھا۔پہلی ہر رات آدھا درد ختم ہوگیا حتیٰ کہ پندرہ روز کے اندر درد ختم ہوگیا میں نے یہ کرامات عالیہ مشاہدہ کیں تو حضرت کی بیعت سے مشرف ہوا۔ **الحمدولله علی ذلك۔**

نقل ہے میاں بھٹہ سے جو کہ حضرت محبوب الٰہی کے مریدوں میں سے تھا اسے پاگل کتے نے کاٹ لیا تھا جس سے اسے دورے پڑنا شروع ہوگئے اسے جلدی سے حضرت محبوب الٰہیؒ کی خدمت میں لایا گیا۔اس نے کہا" حضور میرا تو یہ حال ہوگیا ہے۔حضرت مجلس میں تشریف فرما تھے آپ نے فرمایا" تمھیں خیر ہے بس ایک فاسد خیال تمھارے دل میں بیٹھ گیا ہے اسے دل سے نکال دو" اس کے بعد جندوارائیں جو آپ کا خادم تھا آپ نے اسے پانی لانے کا حکم "میں نے جونہی تھوڑا سا پانی پیا میرے بدن میں لرزہ پیدا ہوگیا اور آنکھیں سرخ ہوگئیں کچھ دیر کے لئے بے ہوش بھی ہوگیا۔ہوش آنے پر میں نے حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں پیش ہوکر اپنی حالت عرض کی تو آپ نے پھر فرمایا" یہ بھی ایک فاسد خیال ہے

Marfat.com

جو تمھارے دل میں بیٹھ گیا ہے اسے دل سے نکال پھینکو اور مزید پانی پیو" جندوارائیں نے مجھے مزید پانی دیا جسے میں نے پی لیا ایک پہر کے بعد بیماری اور دوروں کا کوئی اثر باقی نہ تھا مثنوی میں ہے۔

اولیاٰ اھست قدرت ازالٰہ　　　　تیر جستہ باز گرداند ز راہ

نقل ہے کریم داد خان سے کہ حضور انور حضرت محبوب الٰہی کے مریدوں میں سے ہے کہتا ہے کہ میں انگریزوں کے دور میں کوٹ مٹھن میں تھانیدار تھا کہ ان دنوں ایک شخص سے قتل ہو گیا۔ میں نے اس معاملے کی اطلاع انگریز حکومت کو بھی روزانہ کر دی اور قاتل کو پا بجولاں کر کے سپاہیوں کو دے دیا۔

اس زمانے میں حضرت محبوب الٰہی کوٹ مٹھن شریف فرماتے۔ قاتل کی ماں نے آپکی خدمت میں پیش ہو کر آہ وفریاد کی اور حضرت محبوب الٰہی سے بیٹے کی رہائی کے لئے دہائی۔

حضرت نے مجھے طلب کر کے فرمایا کہ " قاتل کہاں ہے" میں نے کہا" اسے تو میں نے روانہ کر دیا ہے" آپ فرمایا" اسے واپس لاؤ" حضرت کے فرمان مطابق اسے واپس منگوایا۔ حضرت پر میرا اعتقاد کامل تھا۔ میں نے عرض کی" کیا اسکے جولان کھول دوں؟ آپ نے فرمایا کھول دو" وہ اس سے خوش کر گھر روانہ ہو گیا۔ میں نے حضور کی خدمت میں عرض کی" انگریز حکومت میں قتل کا معاملہ بہت نازک ہوتا ہے آئندہ کے لئے اللہ مالک ہے دعائے خیر فرمائے گا۔ حضور کی برکت اور توجہ سے یوں ہوا جیسے ملک پر انگریز کی حکومت ہی نہ ہو۔

نقل ہے مولوی حامد سے جو کہ محبوب الٰہیؒ کے مریدوں میں سے ہے۔ جس رات حضرت محبوب الٰہی کی وفات ہوئی ان کو غسل دینے کے وقت شمع میں نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی تھی۔ لوگوں کے شور، اژدھام، عوام کی آہ وفغان اور غم کی وجہ سے مجھے خیال ہی نہ رہا اور شمع چھپر سے جو کہ سرکنڈوں کا تھا شمع اس سے چھوتی رہی لیکن سرکنڈوں نے آگ نہ پکڑی۔ کافی دیر کے بعد لوگوں نے مجھے اس طرف متوجہ کیا۔ شعلہ چھت کے ساتھ لگا ہوا تھا لیکن اس کی تاثیر نہ تھی چھت نے آگ نہ پکڑی میں جان گیا کہ میں نے غفلت کی لیکن شیخ نے خود پاسبانی فرمائی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

Marfat.com

نقل ہے کہ ایک مرتبہ میاں صاحب نصیر بخش مہاروی حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں آئے ہوئے تھے کمال نامی ان کا خادم جس کو وہ بہت پیارا مانگتے تھے وہ بیمار پڑ گیا اس حد تک کہ قریب المرگ ہو گیا یوں لگتا تھا کہ اسکے اعضاء سے جان نکل چکی ہے۔ ہلنا جلنا تک ترک ہو چکا تھا۔ اس کی حالت پر میاں نصیر الدین رونے لگے اور جب حضرت محبوب الٰہی اسکی مزاج پرسی کے لئے آئے تو میاں نصیر الدین نے رو کر کہا میں اس شخص کو زندہ سلامت آپکی خدمت میں لایا تھا اگر یہ یہاں مر گیا تو اس کے گھر والوں کو کیا جواب دونگا میاں نصیر بخش کی اس گفتگو سے رحمت حقیقی جوش میں آگئی آپ نے فرمایا" اسے خیر ہے اسے کچھ بھی نہیں ہے بس ذرا کمزوری سے بے حس و حرکت ہو گیا ہے"۔

ایک گھنٹے کے بعد اس میں حرکت پیدا ہوئی جس سے ہر ایک کو خوشی ہوئی۔ ایک گھنٹے کے بعد اس نے کہا" مجھے خیر ہے لیکن مجھے بھوک لگی ہے کچھ کھانے کو دیں تاکہ کمزوری ختم ہو۔ اس کے لئے کھانا لایا گیا جسے اس نے کھایا اور شفایاب ہوا۔ ابھی تک زندہ ہے۔

نقل ہے حاجی سلطان جو کہ حضرت کے مریدوں اور عاشقان صادق میں سے تھا اس نے بیان کیا کہ جب میں کعبۃ اللہ زاد اللہ شرفہا کی زیارت کو گیا تھا تو روضہ مطہرہ عالیہ رسول خدا ﷺ کی زیارت سے بھی مستفید ہوا۔ کچھ مدت وہاں قیام پذیر رہا تو زادراہ ختم ہو گیا اور کرایہ کے لئے کچھ بھی نہ بچا اس وجہ سے بہت ملول اور دل گرفتہ رہتا تھا۔ ہر روز اپنے شیخ سے عرض کرتا (استمداد کرتا) ایک روز ایک عربی صاحب جو اپنے زمانے کا ولی تھا اس نے میری آہ و فغان اور فریاد سنی اور مرشد کا نام سنا تو دریافت کیا کہ " تمھارے مرشد کا کیا نام ہے اور کہاں کے رہنے والے ہیں اور انکا حلیہ کیسا ہے؟

میں نے انہیں حضرت محبوب الٰہی کا حلیہ بیان کیا تو انہوں نے فرمایا" کل علی الصبح ملاقات تیرے شیخ سے کرادوں گا۔ اس خوشی سے تمام رات مجھے نیند نہ آئی۔ علی الصبح وہ عربی صاحب آئے اور مجھے کہا" چلو میرے ساتھ "میں گیا تو دیکھا کہ حضرت محبوب الٰہی دست بستہ روضہ مطہرہ رسول ﷺ کی طرف متوجہ کھڑے ہیں۔ میں خوشی اور اشتیاق کے وفور سے ان کی طرف لپکا اور پائے مبارک میں گر پڑا اور گریہ زاری شروع کر دی۔ زاد

Marfat.com

راہ نہ ہونے کا مدعا بیان کیا۔ آپ نے مجھے فرمایا کہ "تمھاری مشکل آسان ہو جائے گی لیکن جب وہاں وطن میں آنا تو یہ واقعہ کسی بیان نہ کرنا" یہ فرما کر آپ آنکھوں سے روپوش ہو گئے ۔ دوسرے دن علی الصبح میری مشکل حل ہو گئی اور میں خوشی خوشی تسخیر آسمانی سے گھر پہنچ گیا۔"

نقل ہے ایک روز حضرت محبوب الٰہی قدس سرہ نے حافظ غلام محمد جو کہ آپکے استاد تھے سے فرمایا "میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ حضرت غوث الغیوث (خواجہ محمد عاقل) دریا کے اس پار کھڑے ہیں اور آپ کو بلا رہے ہیں واللہ اعلم کہ اس سے کیا مراد ہے" حافظ صاحب نے جان لیا کہ اب موت کا وقت قریب ہے۔ موت کے خوف سے ان کا رنگ سیاہ پڑ گیا تیسرے روز وہ قبر میں تھے۔

نقل ہے میاں احمد یار مجاور خانقاہ سے کہ جب مولوی گل محمد احمد پوری نے خود کو از خود حضرت غوث الغیوث (خواجہ محمد عاقل) کا خلیفہ قرار دیا جبکہ اصل میں ایسا نہ تھا۔ ایک روز بہت سے لوگوں کو اپنے گرداگرد لئے کوٹ مٹھن شریف آیا جس روز رخصت ہونے لگا تو اس وقت حضرت محبوب الٰہی روضہ شریف میں نشیمن بنا کر خلوت نشین تھے باہر تشریف لائے اور کرم نامی قوال سے جو حاجی پور کا رہنے والا تھا فرمایا "میاں کرم تم مولوی گل محمد کے عرس پر جاؤ گے" کرم قوال نے کہا" حضرت مولوی تو ابھی زندہ ہے اور خیریت سے ہے آج ہی سلامتی سے گھر کو روانہ ہوا ہے حضرت محبوب الٰہی نے کوئی جواب نہ دیا۔
چند ماہ بعد مولوی گل محمد مر گیا اور دوسرے سال اسکا عرس شروع ہوا۔

نقل ہے کہ داروغہ لنگر نے حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ "لنگر کے اخراجات کے لئے کچھ بھی نہیں ہے ماسوائے آج کے دن کے آپ نے فرمایا ۔ مترس از بلائے کہ شب درمیاں (کسی بلا سے نہ ڈر کہ ابھی رات درمیان میں ہے) وہ واپس لنگر کو پلٹ آیا۔

Marfat.com

جب دوسرا دن ہوا تو اونٹ سوار ایک شخص ڈرا اور جو کہ نوابان بہاولپور کی تخت گاہ ہے سے آیا اور اپنے ساتھ اس قدر رنذر ساتھ لایا کہ دو تین ماہ کے اخراجات کے لئے کافی ہوگئی بلکہ دو کانداروں کا قرضہ بھی اتر گیا۔

نقل ہے میاں احمد یار خلیفہ سے کہ آنحضرت محبوب الٰہی کے وصال کے بعد حضور کے بھتیجوں نے (خواجہ تاج محمودؒ کی اولاد) اغواء نفس اور شیطان کی وجہ سے خلیفہ اکبر (مولانا فخر جہاں) اور حضرت محبوب الٰہی کی دختران سے جھگڑا شروع کر دیا اس حدتک کہ دن دیہاڑے ان کی اشیاء اٹھا کر لے جاتے۔

ایک مرتبہ جب حضرت محبوب الٰہی کی دختر اپنی والدہ کے پاس آئی ہوئیں تھیں تو کہلا بھیجا کہ "چچازاد سنی سنائی پر اس قدر زیادتی کر رہے ہیں جو بیان سے باہر ہے"۔

میں نے جب یہ سنا تو روضہ مطہرہ (یعنی روضہ حضرت خواجہ محمد عاقل اور حضرت محبوب الٰہی) میں جا کر عرض کی لیکن کوئی جواب نہ آیا دوسرے روز بھی اسی طرح عرض کی پھر بھی جواب نہ ملا۔ تیسرے روز گستاخی، تلخی اور دکھ کے ساتھ عرض کی تو رات کو خواب میں دیکھا کہ حضرت محبوب الٰہی تشریف فرما ہیں انہوں نے مجھ سے دریافت فرمایا" تم نے کیا عرض کی؟ تو میں نے عرض کی" میاں تاج محمود جو کہ آپکے بھائی کا نام ہے زیادتی کرتے ہیں مگر ایسا کر دیں کہ میں انکی خبر لوں"

(تاج محمود کہ نام برادر ایشان است زیادتی میکند ولیکن اکنوں کند کہ خبر او بگیرم۔ اصل مسودہ) اس پر آپ نے فرمایا" من قدح قدحاً قدح" یہ کلام ہمارے نزدیک بے معنی ہے لیکن اہل باطن کے نزدیک بامعنی ہے۔

میں بیدار ہوا اور مائی صاحبہ کی خدمت میں لکھ بھیجا کہ "مبارک باد ہو"

القصہ اسی ماہ میں ہی نواب الملک فتح محمد خان کو غصہ ان پر ایسا آیا کہ ملغوب تر ہوگئے اس حدتک کہ شہر سے اپنے گھر خود اکھاڑ لے گئے۔

Marfat.com

نقل ہے میاں احمد یار مجاور سے کہ حضرت محبوب الٰہیؒ کے وصال کے بعد حضرت کے چھوٹے بھائی حضرت تاج محمودؒ حضرت خلیفہ اکبر (مولانا فخر جہاں) کی متابعت کی وجہ سے مجھ سے ضد اور دشمنی رکھتے تھے۔ حضرت غوث الغیوث (خواجہ محمد عاقل) کے عرس پر حضرت تاج محمودؒ جب آئے تو میں جس جگہ بیٹھا تھا وہاں خود تشریف لا کر مجھے نکال باہر کیا۔ میں دوسری جگہ جا بیٹھا۔ دوسرے روز اپنے کچھ مہمانوں کو میری جگہ بٹھا دیا اور مجھے اس جگہ سے بھی اٹھا دیا۔ اس سبب سے مجھے دلی تکلیف ہوئی میں نے حضرت محبوب الٰہی کے مزار مبارک پر حاضر ہو کر رو کر عرض کی۔ رحمت کا دریا جوش میں آ گیا اگرچہ حضرت تاج محمود کی عادت تھی کہ عرس پر تقریباً چالیس روز تک قیام کرتے لیکن اس روز سورج نکلنے سے پہلے ہی گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔
اس واقعہ کے بعد میرا قدر ے لحاظ کرتے تھے۔ خدا جانے حضرت محبوب الٰہیؒ نے اندر ہی اندر ان سے کیا کہا۔

نقل ہے احمد شاہ داجلی سے جو کہ حضرت محبوب الٰہی کے پاک اعتقاد مریدوں میں سے تھا بیان کیا کہ ایک شخص میرے علاقے کا تھا ایک رات اسکا بیٹا بیمار ہو کر مر گیا رات کو حضرت محبوب الٰہیؒ نے اسے فرمایا "تیرا بیٹا زندہ ہے اسکی فصد کھلواؤ ٹھیک ہو جائے گا"۔
اس شخص نے کہا" دن کو میں نے دیکھا کہ بیٹا بالکل میت کی طرح تھا روح بالکل نہ تھی عزیز رشتہ دار تعزیت کیلئے آنے لگے میں نے کہا ذرا رکو میں اسکی فصہ کھلواتا ہوں " لوگ میری اسے حماقت اور نامناسب حرکت سمجھے "۔ جب میں نے انہیں رات کا اپنا خواب سنایا تو انہوں نے میری حمایت کی اور کہا ضرور ایسا کرنا چاہیئے ۔ہم نے فصد کرنے والے کو بلا کر فصد کھلوائی تو میرا بیٹا اٹھ کھڑا ہوا اسے شفا کاملہ ہوئی یہ کرامت حضرت محبوب الٰہی کے وصال کے بعد وقوع پذیر ہوئی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نقل ہے داؤ خان سے ایک روز میں حضرت محبوب الٰہی کے ساتھ کشتی میں سوار تھا رات ہوئی تو کھانے کو کچھ نہ تھا اس وقت مولوی سلطان محمود نے جو کہ حضرت غوث الغیوث (خواجہ محمد عاقلؒ) کے مریدوں میں سے تھا۔ اس نے حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں عرض کی "ہم نے حضرت غوث الغیوث سے تو ہزار

Marfat.com

کرامتیں مشاہدہ کی ہیں آپ بھی کوئی ویسی ہی کرامت دکھایئے کوئی گوشت مرغ کا، بکرے کا، چاول، شوربہ، دودھ، کھیر وغیرہ کا انتظام کریں"۔

حضرت نے خوش دلی سے فرمایا" میں درویش تو نہیں ہوں کہ کرامات دکھاؤں لیکن اگر یہ تمام چیزیں آجائیں تو تمھاری داڑھی مونڈھ لوں گا" یہ شرط طے پا گئی مولوی شیخ سلطان محمود نے بھی اقرار کرلیا۔
ایک ساعت کے بعد ایک زمیندار شخص اپنے نوکرں ملازموں کے ساتھ دریا کے کنارے پر آیا اور دریافت کیا کہ حضرت محبوب الٰہی کس طرف ہیں حاضر ہو کر قدم بوس ہوا اسکے ساتھ گوشت مرغ، بکرے کا گوشت، پلاؤ شوربہ، دودھ، کھیر وغیرہ بھی تھے جو اس نے پیش کیئے۔ مولوی مذکور نے جب یہ کرامات دیکھی تو وجد شروع کردیا حضرت نے اسے دیکھ کر تبسم فرما کر میری طرف (داؤد خان کی طرف) دیکھا اور فرمایا" یہ وجد کے نام پر بہانہ کر رہا ہے تا کہ اس کی داڑھی بچ جائے لیکن میں اسکی داڑھی مونڈ کر رہوں گا"۔

نقل ہے کہ ایک خراسانی شخص حضرت محبوب الٰہی کے روضہ مطہرہ پر آیا اور عرض کی کہ میں مردانہ صفت سے محروم ہوں جس قدر روضے مشائخ چشت، سہروردی، نقشبندی اور قادری ہندوستان، پنجاب، سندھ اور خراسان کے ہیں وہاں بیٹھا رہا ہوں لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ اب یہاں آیا ہوں دیکھیں کیا ہوتا ہے۔ وہ چند روز ہاں قیام پذیر رہا جب حضرت محبوب الٰہیؒ کے عرس کی رات آئی تو آپ نے خواب میں اسے فرمایا" جاؤ تمھیں شفا ہے" جب وہ بیدار ہوا تو خود بے حد مردانہ طاقت پائی۔
نقل ہے میاں احمد یار مجاور سے کہ علی ملتانی اور جندو نامی دو اشخاص نے حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں عرض کی ایک نے کہا" میں مسلمان عورت پر فریفتہ ہوں مجھے کوئی تعویذ دیا جائے دوسرے نے کہا " میں ایک غیر مسلم عورت پر عاشق ہوں ایسا ہو کہ وہ مسلمان ہو کر مجھ سے شادی کرلے۔ آپ نے ہر دو کو تعویذ لکھ کر دیئے ایک سال کے بعد وہ دونوں آئے تو ان کی بیویاں بھی ساتھ تھیں ان میں سے ایک کا بیٹا میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

Marfat.com

نقل ہے جب حضرت تاج محمود کے فرزند میاں خیر محمدؒ کا انتقال ہوا تو انہیں خلیفہ اکبر (مولانا فخر جہاں) کی رضامندی کے بغیر روضہ مبارک کے اندر دفن کر دیا گیا یہ بات خلیفہ اکبر کو پسند نہ آئی اس بات پر میاں خیر محمد کے بھائیوں سے اختلاف ہو گیا۔ اس وجہ سے معاملہ انگریزوں کی عدالت تک جا پہنچا۔

ایک رات نندو خان نے جو کہ بلوچ امرأ میں سے تھا خواب میں حضرت محبوب الٰہی کو ہاتھ میں آہنی گسی لئے ہوئے دیکھا تو عرض کی" حضور آپ نے گسی کیوں اٹھا رکھی ہے؟"۔ آپ نے فرمایا" خیر محمد کی قبر اکھاڑنا چاہتا ہوں" جب وہ بیدار ہوا تو لوگوں سے کہا" مجھے یقین ہے کہ جلد ہی اسکی قبر (خیر محمد کی) روضہ سے باہر ہوگی آخر الآخر کچھ دنوں کے بعد انگریز حکام کا حکم صادر ہو گیا جس کے تحت خیر محمد کی قبر باہر نکالی گئی۔

اس مشاہدے کے بعد نندو خان حضرت خلیفہ اکبر (مولانا فخر جہاں) کے حلقہ بیعت میں داخل ہوا۔

نوٹ از مترجم: اس حوالہ سے یہ روایت بھی متداول ہے کہ جب میاں خیر محمد کو اس وقت کے سجادہ نشین مولانا فخر جہان کی خواہش کے خلاف روزضہ کے اندر دفن کر دیا گیا تو آپ نے فرمایا "میاں خیر محمد اپنے بزرگوں کو لینے گئے ہیں" کچھ عرصہ بعد دریابُردگی کے وقت یہی واقعہ پیش آیا۔

Marfat.com

فصل پنجم

(بیعت، خلافت، شروع کی پابندی اشغال، وظائف، اوراد اور نوافل کے بارے میں)

پختہ عقیدہ رکھنے والوں پر واضح ہو کہ حضرت محبوب الٰہی مرید اور خلیفہ تھے اپنے دادا حضرت غوث الغیوث خواجہ محمد عاقل قدس سرہ کے بیعت طریقہ علیا متبرکہ چشتیہ میں رکھتے تھے اور خلافت اپنے شیخ سے سلسلہ عالیہ قادریہ معظّمہ وسہروردیہ وسلسلہ نقشبندیہ میں بھی رکھتے تھے۔

روحانی خلافت مرجع الاولیأ والعرفأ سلطان السلاطین، خواجۂ خواجگان شیخ معین الحق والدین حسن سنجری اجمیری قدس سرہ العزیز سے جب اجمیر شرف انکی خدمت میں گئے تھے تو پائی تھی۔

حضرت محبوب الٰہی کے مصاحبوں اور غلاموں سے منقول ہے کہ آپ ابتدأ میں بیعت کم فرماتے تھے جب اجمیر شریف سے واپس آئے تو ہزاروں لوگ بیعت کے شرف سے مستفیض ہوئے۔

خلافت روحانیہ آپ کو جناب پاک **سید الاولین والآخرین ،فخر الانبیأ و المرسلین ،محبوب رب العالمین ، خواجہ عالم محمد مصطفی ﷺ علیہ صلواۃ بعد د کل ذرہ الف الف مرہ** سے حاصل تھی۔

نقل ہے کہ ایک شخص مولوی نور محمد جو کہ اپنے وقت کے اولیأ میں تھے کا مرید ہونا چاہتا تھا مولوی صاحب نے اسے حضرت محبوب الٰہی کی خدمت سے بیعت کا شرف حاصل کرنے کے لئے کہا۔ وہ شخص حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں آیا اور بیعت کے لئے عرض کی۔

حضرت اسے آجکل پر ٹالتے رہے حتیٰ کہ ایک دو مہینے گذر گئے۔ آخر اسے بیعت فرمایا جب وہ شخص مولوی

Marfat.com

صاحب کی خدمت میں واپس آیا تو آپ نے "اسے مبارک بادی اور فرمایا" تم پہلے مرید ہو" اس نے کہا" یہ کیا بات ہے میں کیسے مقدم ہوا مجھ سے پہلے بھی کئی مرید ہیں" مولوی صاحب نے فرمایا " اَے شخص حضرت محبوب الٰہی اپنے شیخ اور دیگر مشائخ عظام سے تو رخصت وراثت رکھتے تھے لیکن جناب سید الکونین ﷺ سے خلافت آج پائی اور تمھیں مرید کیا اس لئے میں نے تمھیں سب سے پہلا مرید کرایا ہے اس شاہ جہان کا۔

حضرت محبوب الٰہی کے محب مریدوں پر واضح ہو کر حضرت محبوب الٰہی نماز مغرب کے بعد کبھی تو اوابین کی نوافل ادا فرماتے تھے اور کبھی نہیں۔ نماز عشاء ادا کرنے بعد کے وتر باقی رکھتے تھے۔ تین تسبیح درود شریف اور تین تسبیح سورت اخلاص پڑھتے۔ آپ کی نیند جسے اہل دنیا نیند کہتے ہیں وہ بھی دراصل شغل ہی ہے۔

چنانچہ منقول ہے کہ جو لوگ آپ کا بدن دبا رہے ہوتے (آپکو نیند میں سمجھ کر) آپ ان کی ٹوپیاں چھپا کر رکھ لیتے۔ جب وہ جاگتے تو اپنی ٹوپیاں نہ پا کر کہتے" حضرت نے عادت کے مطابق اپنے پاس رکھ لی ہونگی۔ آپ انہیں ٹوپیاں واپس کرتے اور فرماتے" تم بیدار نہیں تھے بلکہ نیند کر رہے تھے"۔

نقل ہے میاں محمد مہروی سے جو کہ حضرت محبوب الٰہی کے خاص خادموں اور مریدوں میں سے ہے کہ ایک روز حضرت سو رہے تھے کہ ایک شخص دروازے سے نمودار ہوا اور کہا" السلام علیکم" ہم خدام نے اسے نرم گفتاری سے باہر جانے کو کہا کہ حضرت خواب میں ہیں۔ اس کے سلام کا جواب دینا یاد نہ رہا باہر ہیں۔ حضرت نے جان لیا کہ ترک سنت ہو رہا ہے سلام کا جواب نہیں دیا گیا لہٰذا سوتے میں ہی آپ نے وعلیکم السلام کہا اس سے ہم نے جان لیا کہ ان کی نیند بھی شغل ہوتا ہے لیکن اہل ظاہر اسے نیند سمجھتے ہیں۔

ہم دوبارہ محبوب الٰہیؒ کے وظائف کی طرف آتے ہیں ایک پہر رات باقی ہوتی کہ ظاہری طور پر بیدار ہوتے وضو فرماتے وتر اور تہجد کی دو رکعت نوافل ادا کرتے اور شاغل بیٹھ جاتے پو پھٹنے تک بیٹھتے۔ اسکے بعد ذکر جہر فرماتے۔ حتیٰ کہ نماز ادا کی جاتی اسکے بعد ایک دو گھنٹے تک مجلس میں رہتے۔ طالب علموں کو علوم فقہ۔ نحو اور منطق کا سبق دیتے اور ناشتہ کے لئے گھر تشریف لے جاتے۔ واپس آکر محفل فرماتے۔ اول ظہر تک قیولہ فرماتے

Marfat.com

ادائیگی نماز کے بعد تلاوت قرآن پاک ایک پاؤ کے قریب فرماتے اسکے بعد طالب علموں کو سبق دیتے اور پھر گھر تشریف لے جاتے۔ جلد ہی واپس تشریف لاتے اور شغل میں مستغرق ہو جاتے تا آنکہ عصر کی نماز پڑھتے اسکے بعد ختم مشائخ چشتیہؒ پڑھتے۔

یہ تھی عادت مبارک حضرت محبوب الٰہی کے وظائف، اشغال و اوراد کے اور فرمانے کی۔

واضح رہے کہ حضرت محبوب الٰہیؒ اس حد تک حضور قلب سے نماز پڑھتے تھے کہ سوائے اصحاب کرامؓ اجمعین۔ اگر چہ دیگر اولیأ کرام بھی ہوئے ہیں لیکن آپ سے کم کسی نے اس طرح ادا کی ہوگی۔ آپکا قومہ قیام کے برابر اور جلسہ تشہد کے برابر ہوتا تھا۔ دیگر ارکان کا بھی اسی سے اندازہ کیا جائے کہ قیام، رکوع اور تشہد کس طرح کرتے ہونگے۔ اور عقیدت مندوں پر واضح ہو کہ اتباع نبوی علیہ افضل الصوات والسلام اس حد تک ہوتا تھا کہ مستحب بھی کبھی ترک نہیں ہوتا تھا۔ سنت تو بجائے خود حضرت حق جلال جلالہ نے ان کے تمام حالات واحوال کو سنت نبوی کے مطابق ڈھال دیا تھا۔

آپ کا حلیہ مبارک تمام کا تمام حضور سرور کائنات افضل الصلوت والسلام جیسا تھا اور آپ کے قدم جادۂ مستقیم سرور کائنات علیہ الف الف سلام پر تھے۔

جیسا کہ حضرت علیہ الصلوۃ نے تریسٹھ برس کی عمر میں وصال بحق فرمایا ویسے ہی حضرت محبوب الٰہیؒ نے بتاریخ بارہ ذی الحج 1269ھ کو وصال فرمایا۔

علم کے ساتھ آپ کامل بلکہ اکمل محبت رکھتے تھے۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر فرماتے۔

جیسا کہ عام طور پر اولیأ کرام سے سکر و مستی کے غلبہ میں بعض اقوال صادر ہوتے ہیں یا قدرے ترک شروع کرتے ہیں آپ سے ایسا ہر گز نہ ہوا۔ سبحان اللہ تعالیٰ ولی کو حضرت حق جلالہ نے احاطہ فرمار کھا ہے ان کے دل کو فیض شیخ محیؒ الدین سے پہنچا تھا۔ نقل ہے از حضرت امام الموحدین استاد العارفین حضرت شیخ محیؒ الدین ابن العربی قدس سرہ العزیز سے ایک مرتبہ مجھ پر چالیس روز تک فنا کا غلبہ رہا اس حد تک کہ اپنی بھی خبر نہ رہی۔

چالیس دن بعد جب میں اپنے آپ میں آیا تو اپنے مصاحبوں سے دریافت کیا کہ اس دوران میری کیا کیفیت رہی؟۔ انہوں نے کہا" آپ حسب دستور نماز پڑھتے رہے۔ وظائف اور نوافل بھی ادا کرتے رہے۔ جب

Marfat.com

میں نے یہ سنا تو الحمد وللہ تعالیٰ حمداً کثیراً پڑھی کہ حق تعالیٰ جل جلالہ نے اس حال میں مجھ سے ترک شرع نہیں کرایا۔ "یہ مقام ایسا ہے کہ صرف چند اولیا کرام عظام عظامی کو حاصل ہوتا ہے۔

ذالك فضل الله يئوتيه من يشأو هو الله ذو الفضل العظيم۔

شیخ نور بخش علی السیر ی فرماتے تھے "سیرغ پرند کا مقام اور ٹھکانہ کوہ قاف ہے اس ٹھکانے کا محرم ہر پرندہ نہیں ہوسکتا۔

نہ سلطان خریدار ہر بندہ ایست — نہ در زیر ہر ژندہ زندہ ایست

اگر ژالہ ہر قطرہ دُر شدے — چو خرمہرہ بازار ازو پُر شدے

نقل ہے کہ ایک بار حضرت سلطان العارفین شیخ ابوبکر شبلی قدس سرہ احوال سکر میں محو تھے۔ حق جل جلالہ کے کرم سے جب بھی نماز کا وقت آتا آپ اس حالت سے نکل آتے (وہ حالت ختم ہو جاتی) جب یہ خبر سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی کی سماعت مبارک تک پہنچی جو کہ حضرت کے مرشد بھی تھے تو آپ نے فرمایا " شبلی پر حق اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اس سے ترک شریعت نہیں ہو رہا جوداس غلبہ سکر کے۔ معلوم ہونا چاہیے کہ اولیا کرام متقدمین اور متاخرین نے فتوی دیا ہے کہ شرع کا ترک نہ ہونا اس بلند مرتبے کی علامت ہے جس سے اوپر کا تصور بھی نہیں ہے اس دور کے بعض احمق لوگ ترک شرع آسان سمجھتے ہیں اور پابند شرع لوگوں سے محبت بھی نہیں رکھتے یہ سب جھوٹ اور خیال ہے تمام اہل معنی نے اس پر فتویٰ دیا ہے اگر اس کا مفصلاً ذکر کیا جائے تو اس مختصر کتاب میں اسکی گنجائش نہیں ہے لہذا بات یہیں ختم کی جاتی ہے۔

نقل ہے کہ حضرت محبوب الٰہی جب آخر عمر میں مرید فرماتے تو فرمایا کرتے تھے خدا جل شانہ کے اولیا میں سے اگر کسی پر موت کا وقت آ پہنچا اور وہی وقت فرض نماز کا بھی تھا اگر وہ نہ پڑھ سکے تھے تو یہ ان کی ولایت میں نقص شمار ہوتا تھا، مثال کے طور پر ایک قصہ بیان فرمایا کہ ایک درویش نماز کے وقت وضو کر رہے تھے کہ انکے ہاتھ بے جان ہو گئے تو خادم کو فرمایا " اپنے ہاتھ کی انگلیوں سے میری داڑھی میں خلال کر دو تا کہ ترک سنت نہ ہو " کیونکہ انکی انگلیوں میں روح نہ رہی تھی کیا خوب ہیں ایسے مردان حق کہ آخر تک حضرت محمد ﷺ کی سنت ترک نہیں کرتے۔

Marfat.com

فصل ششم

(سخاوت اور ایثار، غریبوں، مسکینوں پر خرچ، ترک دنیا، تفرید اور تجرید حضرت محبوب الٰہیؒ کے بارے میں)

حضرت کی بلند شان سے رغبت ومحبت رکھنے والوں اور آنجناب کے آستان سے عقیدت رکھنے والوں پر واضح اور روشن رہے کہ حضور نے اپنی تمام آبائی جائیداد اپنی زندگی میں ہی خلق خدا کو بخش دی تھی مگر معمولی ملکیت بچ گئی تھی کوٹ مٹھن شریف کی چاچڑاں کے رقبے زراعت پیشہ گھلیجہ قوم کو دے دیئے تھے۔ یہ لوگ اچھے زمینداروں میں سے تھے آپ حکام سے کچھ قبول کرنا پسند نہ کرتے تھے بلکہ جو بھی نذر نیاز آتی تقسیم فرما دیتے۔ (حدیث نبوی یوم جدید و زرق جدید کے مطابق)

نو سو کے قریب درویش فقہ اور نظم کی کتابیں پڑھتے اور وظیفہ لیتے تھے دس کے قریب معتبر علماءٔ تمام علوم کے۔ تیس کے قریب ماہر کامل استاد، متخصص اور بعض علماءٔ روزینہ وظیفہ خوار تھے۔ شہر کے فقیر اور مسکین بھی فیض یاب ہوتے تھے تمام عزیز اقرباءٔ چھوٹوں بڑوں کو فیض پہنچتا تھا۔

نقل ہے میاں نصیر بخش مہاروی سے کہ جس زمانے میں حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں تعلیم حاصل کرتا تھا ایک دن سبق پڑھ رہا تھا کہ ایک بڑھیا حضور کی خدمت میں آئی اور عرض کی کہ "اپنے بیٹے کی شادی کرنا چاہتی ہوں لیکن میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے مجھے تقریباً ساٹھ روپے اور کچھ کپڑے دیئے جائیں۔ آپ نے اسے کوئی جواب نہ دیا میں سبق لینے میں مشغول تھا۔ ایک گھنٹے کے بعد ایک شخص آیا اور نذر پیش کی جو پچاس روپے نقد اور پانچ یا چھ جوڑے کپڑے تھے۔ اس شخص نے قدمبوسی کی اور باہر چلا گیا۔ اسی وقت اس بوڑھی عورت کو بلا کر وہ پچاس روپے نقد اور کپڑے اسے دے دیئے۔ اور فرمایا "فی الحال یہی ہو سکا ہے اسی پر اکتفا کرو" بڑھیا وہ سب کچھ لے کر روانہ ہو گئی۔

Marfat.com

نقل ہے قاضی خیر محمد ساکن خان بیلہ سے کہ ایک دفعہ میں حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں حاضر تھا کہ خادم۔خاص نے آکر عرض کی کہ فلاں جگہ سے پانچ پتھ گندم آئی ہے آپ نے فرمایا ایک پتھ فلاں کو ایک پتھ فلاں کو۔دو پتھ فلاں اور دو پتھ فلاں کو دے دو خادم نے عرض کی قبلہ! کل گندم پانچ پتھ ہے ہے آپ نے چھ پتھ سمجھ لیا ہے "حضور نے فرمایا" جن لوگوں کو معمول کے مطابق گندم دی جاتی ہے وہ دینا لازم ہے نقد رقم دے کر ایک پتھ گندم خرید لو اور انہیں دے دو"۔

نقل ہے میاں مبارک شاہ سے جو کہ مولوی سلطان محمود کے مرید ہیں جو کہ حضرت محبوب الٰہیؒ کے پیر بھائی ہیں مبارک شاہ کا کہنا ہے کہ ایک شخص کلیم اللہ نامی حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں آیا اور عرض کہ "میں بیٹے کی شادی کرنا چاہتا ہوں لیکن شادی کے اخراجات میرے پاس نہیں ہیں خدا واسطے کچھ دیجئے کہ آپ ہمارے دنیا اور آخرت کے بادشاہ ہیں آپ نے فرمایا" آج جس قدر بھی نذر آئے گی وہ تم لیتے جانا" اس روز دو پہر تک صرف ایک پاؤ شکر آئی جو آپ نے اسے دے دی حضرت گھر میں داخل ہوئے تو ایک عورت نے ایک جوڑا کپڑا پیش کیئے جو آپ نے مولوی صاحب کے پاس بھجوا دیئے۔
عصر کے وقت ایک شخص آیا جس نے ساٹھ روپے نقد محمد شاہی نذر پیش کی۔یہ بھی آپنے مولوی صاحب کو دے دی۔جب مؤذن نے مغرب کی اذان دی تو ایک تھان کپڑا اور پانچ روپے نذر کہیں سے آئی تو آپ نے خادم کو بلا کر فرمایا" یہ تم اٹھا لو مولوی سے وعدہ پورا ہوا بس اب یہ اسے نہیں دیتے"

نقل ہے کہ حضرت قبلہ عالم مہاروی کے صاحبزادوں کو بہت نذریں پیش کرتے تھے اور ہزار در ہزار عنایات و شفقتیں فرماتے۔دو دو تین تین ماہ انہیں اپنے پاس روکے رہتے۔ہر روز انواع اقسام کے طعام سے اظہار لطف و کرم فرماتے اور اس میں اس قدر آگے بڑھ جاتے جو بیان سے باہر ہے۔

Marfat.com

فصل ہفتم

(حضرت محبوب الٰہی کا دوستوں دشمنوں اور عام وخاص کے حق میں الطاف واکرام)

حضرت محبوب الٰہی مجسم لطف والطاف تھے ہر شخص جو بھی آپ کی محفل میں آتا تھا آپ اس سے اسکے احوال، گزران، مال ومتاع اور خیر سلامتی کے بارے میں سوالات کرتے کسی کے ساتھ بھی ترش روئی نہ فرماتے تھے محفل میں اکثر اوقات تبسم فرماتے۔

نقل ہے بڈھن شاہ جو کہ مریدوں اور عقیدت مندوں میں سے ہے بیان کرتا ہے کہ ایک مرتبہ میں زیارت کی غرض سے حاضر ہوا میرے ساتھ ایک موچی اور ایک میراثی بھی تھا وہ دونوں بھی حضرت کے مرید تھے۔ میں نے تین روپے حضرت کو نذر کے طور پر پیش کیئے۔ موچی نے دو روپے اور میراثی نے ایک روپیہ نذر کیا جب رات کو کھانا آیا تو میرے اور موچی کے لئے گوشت روٹی تھی اور میراثی کے لئے دال روٹی تھی۔ اس خبیث نے جب اپنے کھانے میں دال دیکھی تو ناراض ہوا اور کہا" جنہوں نے تین اور دو روپے نذر پیش کی انہیں تو کھانے کو گوشت روٹی دی گئی ہے اور اگر میں نے ایک روپیہ پیش کی ہے تو مجھے دال شریف دی گئی ہے"۔ غصے کے مارے وہ پوری رات نہ سویا اور کھانا بھی نہ کھایا۔ جب دن ہوا اور حضرت محبوب الٰہیؒ نماز فجر پڑھ کر بیٹھے تو اس نے وہی دال حضرت کے سامنے رکھ کر گستاخی سے کہا" اپنی دال اپنے پاس رکھیں اور میرا روپیہ مجھے واپس کریں آپ سے اس جہان میں فائدہ نہیں ہے تو اس جہان میں کیا فائدہ ہوگا"

میراثی کی اس بات سے حضرت نے ناراض ہونے کی بجائے آپ نے تبسم فرمایا۔ ایک گھنٹہ بعد ایک شخص آیا جس نے حضرت کی خدمت میں پانچ روپے نقد اور لنگی پیش کی اآپ نے وہ پیسے اور لنگی میراثی کو عطا کر دیئے جو کہ ایک لالچی شخص تھا یہ چیزیں پا کر بہت خوش ہوا۔

Marfat.com

نقل ہے مولوی اللہ ڈتہ جو کہ حضرت غوث الغیوث (قاضی محمد عاقلؒ) کا مرید تھا بدبختی سے حضرت محبوب الٰہی سے نفاق رکھتا تھا اور حضرت کی بے عیب ذات کے بارے میں اکثر غیبت کرتا رہتا تھا لیکن حضرت محبوب الٰہیؒ دوسروں سے بھی زیادہ اس کے پورے خاندان پر لطف و مہربانی فرماتے تھے۔

در اصلابش کرم رسم قدیم است کریم ابن کریم ابن کریم است
سرز گر از کمال خوبی او کند پیر فلک یعقوبیء او

Marfat.com

فصل ہشتم

(آپ کے وجود سے ہیبت اللہ کے اظہار کے بارے میں)

اگرچہ آپ مجسم الطاف تھے لیکن آپ کی ذات کی سنجیدگی اور شخصیت کے وقار کے سامنے کسی کو دم مارنے کی مجال نہ تھی آپ پر پختہ عقیدہ رکھنے والوں پر واضح ہو کہ جب آپ محفل میں گفتار فرماتے تو ہر ایک کی توجہ آپ کی طرف ہوتی تھی۔ اگر آپ خاموش بیٹھے ہوتے تو کسی کو بولنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔

نقل ہے کہ حضرت محبوب الٰہیؒ کے ایک ملازم کی ملک کے حاکم فرنگی کے ملازم سے تلخ کلامی ہوگئی۔ اس نے اپنے مالک کے پاس جا کر شکائت کی وہ کافر پلید اس شہر (چاچڑاں کے) مالک کا نام پوچھ کر آپ کے پاس آیا اور کہا" تمھارے شہر کے ایک شخص نے میرے ملازم کے ساتھ زیادتی کی ہے وہ شخص میرے حوالے کیا جائے۔

حضرت محبوب الٰہیؒ نے فرمایا" مجھے کیا معلوم کہ کس نے زیادتی کی ہے" فرنگی نے کہا" مجھے وہ جہاں بھی مل گیا اسے پکڑوں گا" حضرت محبوب الٰہیؒ یہ بات سن کر غصے میں آگئے اور فرمایا" نہیں دیتا میں وہ آدمی میں تمھارا براتی (وظیفہ خوار) نہیں نہ ہی تمھارے ملک کا برات خوار ہوں"۔

اس کافر نے جب یہ بات سنی تو اس حاکم حقیقی کا اس پر اس قدر اثر ہوا کہ اس کے منہ سے کوئی بات ہی نہ نکلی وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور اپنے ٹھکانے کی طرف واپس روانہ ہو گیا۔

تمام شد

Marfat.com

کتاب کے ترجمہ کے اختتام پر مولانا نور احمدؒ سانول نازکی کی تحریر

" کتاب مستطاب ہذا از مترجم مسکین احقر عباد الصمد فقیر نور احمد ابن مولوی جامی صاحب عفی اللہ عنہ سونکی سکنہ موضع پائی بتاریخ 27 ماہ جمادی الاول 1326 ھجری اقدس"

دستخط مولوی نور احمد

از مترجم

الحمدللہ والمنت کہ آج مورخہ 21 رمضان المبارک 1426 ھجری المبارک

بمطابق 26 اکتوبر 2005ء بروز بدھ کتاب "**حیات المحبوب**" (مناقب محبوبیہ)

مولفہ حضرت خواجہ غلام فریدؒ کے ترجمہ، کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ کا کام مکمل ہوا۔

پچھلے ایک سال سے وقتاً فوقتاً یہ کام کا جاری رہا تھا عدم فرصتی اس کی جلد تکمیل اور تقدیم میں حارج رہی۔

یک بار دِگر شکر خدا کہ کے اس نے توفیق بخشی۔

شکریہ سجادہ نشین خواجہ معین الدین محبوب کا جن کی مہیا کردہ جملہ سہولیات اور ترغیبات سے یہ اہم کام عالم امکان سے بشکل واقعہ تشکیل پذیر ہوا۔

مترجم — مجاہد جتوئی

حال موجود — لائبریری قصر فریدؒ کوٹ مٹھن شریف

Marfat.com

اقتباسات از مقابیس المجالس

حضرت خواجہ بخش محبوب الٰہیؒ:

حضرت خواجہ خدا بخشؒ کی والدہ ماجدہ حضرت خواجہ نور محمد کی دختر نیک اختر تھیں۔ آپ بڑی عابدہ و زاہدہ تھیں اور حضرت قبلہ عالم مہارویؒ سے بیعت تھیں۔ ایک دفعہ انہوں نے حضرت قبلہ عالمؒ سے اولاد نرینہ کے لئے درخواست کی تو آپ نے ان کو ایک وظیفہ تلقین فرمایا۔ وظیفہ پڑھنے کے بعد کو خواب میں آنحضرت ﷺ ن کی زیارت نصیب ہوئی۔ آنحضرت ﷺ نے دو موتی آپ کی گود میں ڈالے۔ جب یہ خواب اپنے پیرو مرشد سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ مبارک ہو تمھارے بطن سے قطب زمان پیدا ہوگا۔ مہار شریف سے واپسی پر جب آپ کوٹ مٹھن شریف پہنچیں تو حضرت خواجہ محمد عاقلؒ نے کھڑے ہو کر تعظیم کی۔ جب بی بی صاحبہ نے کھڑے ہونے کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ تمہارے مرشد کی دعا کے طفیل تمہارے شکم سے قطب زماں پیدا ہوگا۔ چنانچہ ۱۲۰۶ھ میں حضرت خواجہ خدا بخش قدس سرہٗ کا تولد ہؤا جس پر حضرت خواجہ احمد علیؒ نے غرباء و مساکین کے لیے بیحد روپیہ خیرات کیا اور حضرت قبلہ قاضی الحاجاتؒ نے اپنا لعاب دہن بچے کے منہ میں دیا ظاہری تعلیم کے بعد آپ نے اپنے دادا حضرت قاضی صاحب سے بیعت کی اور سلوک تمام کر کے خرقہ خلافت حاصل کیا۔

حضرت خواجہ احمد علیؒ کے وصال کے بعد حضرت خواجہ خدا بخشؒ مسند خلافت پر متمکن ہوئے آپ ایک متبحر عالم اور بلند مقام درویش تھے۔ آپ طلباء کو خود درس دیا کرتے تھے۔ نواب صاحب بہاولپور کی دعوت پر آپ کوٹ مٹھن شریف سے سکونت ترک کر کے چاچڑاں شریف میں قیام فرمایا اس کے بعد آج تک یہ خاندان چاچڑاں شریف میں مقیم ہے۔

مقابیس المجالس صفحہ 71

Marfat.com

حالات خواجگان کوٹ مٹھن شریف

اس کے بعد مولوی غلام احمدؒ نے حضرت خواجہ فخر جہاں قدس سرہٗ صاحب وصال کے حالات بیان کرنے کے لیے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت سلطان الاولیأ صاحب الروضہ (حضرت خواجہ محمد عاقل قدس سرہٗ) کی ولادت باسعادت سال ۱۱۴۹ھ میں واقع ہوئی اور وفات ۱۲۲۹ھ میں چنانچہ اہل کمال نے آپ کی تاریخ وصال اس مصرعہ میں نکالی ہے روز ہشتم بوداز ماہِ جب ۱۲۲۹ھ

آپ کی عمر شریف اسی سال تھی۔ آپ کے فرزند حضرت خواجہ علی احمد قدس سرہٗ کی وفات نو شعبان ۱۲۳۰ھ میں ہوئی۔ آپ کے فرزند حضرت خواجہ محبوب الٰہی (خواجہ خدابخش صاحب یعنی خواجہ غلام فریدؒ کے والد) کی ولادت سال ۱۲۰۶ھ میں اور وفات بوقت عشا شب جمعہ تاریخ بارہ ذوالحجہ ۱۲۶۹ھ کو ہوئی۔ چنانچہ لفظ " خالدِ خلد " سے آپ کی تاریخ وصال نکلتی ہے آپ کی عمر تریسٹھ سال تھی۔ حضرت صاحب وصال (حضرت خواجہ غلام فخر الدین قدس سرہٗ جو حضرت خواجہ غلام فریدؒ کے پیر اور بڑے بھائی تھے کی ولادت باسعادت سال ۱۲۳۴ھ میں اور وصال بروز دوشنبہ بوقت چاشت پانچ جمادی الاول ۱۲۸۸ھ ہوا۔ آپ کی عمر شریف چون سال تھی۔

اس کے بعد فرمایا کہ حضرت محبوب الٰہیؒ (خواجہ خدابخش) کی عمر چوبیس سال تھی کہ حضرت خواجہ علی احمدؒ کا انتقال ہوگیا اور آپ کی عمر اٹھائیس سال تھی کہ خواجہ فخر جہاں صاحب وصال پیدا ہوئے۔ جب خواجہ محبوب الٰہی کی عمر شریف پچپن سال ہوئی تو میں (خواجہ غلام فریدؒ) پیدا ہوا۔ جب حضرت محبوب الٰہی کا وصال ہوا تو حضرت صاحب وصال (مولانا غلام فخر الدین) پینتیس سال کے تھے اور میری عمر آٹھ سال تھی اور جب حضرت صاحب وصال کا وصال ہوا تو میری عمر ستائیس سال تھی۔ اس کے بعد فرمایا میرے شیخ حضرت فخر جہاںؒ اپنے والد حضرت قبلہ محبوب الٰہی (خواجہ خدابخش صاحب) کے مرید، خلیفہ اکبر اور جانشین تھے۔ آپ تمام ظاہری و باطنی علوم کے جامع تھے اور قطبیت عظمٰی آپ کا مقام تھا آپ نے ظاہری علم مولوی عبدالرحمٰن صاحب المعروف جوگی ساکن چاچڑاں شریف سے حاصل کیا ایک دن مولوی صاحب مذکور نے حضرت قبلہ محبوب الٰہی کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ اکثر طالب علم شرح ملا اور شرح عقائد تک

Marfat.com

پہنچ گئے ہیں لیکن صاحب زادہ صاحب (مولانا فخر جہاں) ابھی مطول شروع کررہے ہیں۔دعا کریں۔
حضرت قبلہ محبوب الٰہی نے فرمایا کہ "کتاب مطول لاؤ"۔ جب کتاب لائی گئی تو آپ نے خود مولانا فخر جہاںؒ کو کتاب شروع کرائی اور کتاب کا بیشتر حصہ خود پڑھایا۔آپ کی برکت سے حضرت صاحب وصال کو ملکہ کامل حاصل ہوگیا۔اس کے بعد فرمایا کہ میرے شیخ علیہ رحمۃ خود فرمایا کرتے تھے کہ جب میں تحصیل علم سے فارغ ہوا تو میں اپنے اندر درس دینے کی استعداد محسوس نہیں کرتا تھا چنانچہ میں نے رات کو حضرت خواجہ فخر الدین دہلوی قدس سرہٗ کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرمارہے ہیں کہ "اے غلام فخر الدین تم درس کیوں نہیں دیتے۔ بے فکر ہو کر تدریس کا کام شروع کرو۔جس لفظ کا معنی سمجھ میں نہ آئے مجھ سے پوچھ لیا کرو۔میں تجھے بتادیا کرونگا"۔اس کے بعد میں نے درس دینا شروع کردیا۔

مقابیس المجالس صفحہ 379

مشائخ کے مشرب میں معمولی فرق

اس کے بعد فرمایا حضرت مولانا فخر جہاں قدس سرہٗ کے عادات،عبادات اور تنظیم اوقات حضرت خواجہ محبوب الٰہی قدس سرہٗ کے مطابق تھے۔صرف تھوڑا سا فرق تھا۔پہلا فرق یہ تھا۔جہاں حضرت محبوب الٰہی قدس سرہٗ تمام کتب متداولہ درسیہ کا درس دیتے تھے۔حضرت مولانا فخر جہاں قدس سرہٗ کے درس میں کتب قواعد و درسیہ کم ہوتی تھیں لیکن کتب حدیث شریف مثل صحیح بخاری و مشکواۃ شریف وغیرہ اور کتب فقہ و تفسیر کثرت سے پڑھائی جاتی تھیں۔خاص کر درس حدیث بمنزلہ فرض تھا۔میں نے بھی شرح ملا آپ سے پڑھی ہے۔دوسرا فرق یہ تھا کہ قرآن مجید کی تلاوت حضرت محبوب الٰہی ایک بربع (پاؤ) کرتے تھے لیکن میرے حضرت نصف پارہ روزانہ پڑھتے تھے۔تیسرا فرق یہ تھا کہ ختم خواجگان چشت اہل بہشت میں حضرت محبوب الٰہیؒ مداوت کرتے تھے لیکن حضرت قبلہ فخر جہاںؒ شروع میں اس پر عمل کرتے تھے لیکن اواخر میں ترک کردیا تھا۔چوتھا فرق یہ تھا کہ وظیفہ مغرب میں حضرت محبوب الٰہیؒ دو گھنٹے مشغول رہتے تھے۔ صفحہ 380

Marfat.com

حضرت خواجہ خدا بخش محبوالٰہیؒ کا رقص و وجد

اس کے بعد فرمایا کہ اسی طرح حضرت محبوب الٰہی قدس سرہٗ پر اگر چہ بے شمار بار وجدی طاری ہوا لیکن تین دفعہ ایسا شدید وجد طاری ہوا کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔ ایک دفعہ آپ کوٹ مٹھن شریف میں حضرت سلطان الاولیٰؒ کا عرس منا رہے تھے۔ محفل سماع میں آپ کو ایک شعر پر اس قدر شدید حال آیا کہ آپ کی زبان مبارک باہر نکل آئی تھی اور آپ بالکل بے خودی کی حالت میں کھڑے ہو کر رقص کر رہے تھے۔ یہ دیکھ کر حضرت خواجہ فخر الاولیاء نے قوالوں کو گانے سے منع کر دیا لیکن آپ بدستور آہ فغاں کرتے رہے اور زار زار روتے رہے۔ علاج معالجہ کیا گیا اور کافی دیر کے بعد آپ کا غلبہ حال فرو ہوا۔

دوسری بار پاکپتن شریف میں اس شعر پر آپ پر وجد طاری ہوا

بنڑا تم کون ہورے جس نے جگت بھر مایا

(بنڑا بمعنی دولہا یعنی اے دولہا تم کون ہو جس نے سارے جہاں کو غم عشق میں مبتلا کر رکھا ہے) کثرت گریہ سے آپ کی حالت یہ تھی کہ ڈاڑھی مبارک کے ہر بال سے آنسوؤں کی بارش ہو رہی تھی۔ طرفہ یہ کہ عین آہ وفغان کی حالت میں آپ کا چہرہ مبارک نہایت بشاش تھا اور غایت انبساط سے آپ کے دندانِ مبارک موتیوں کی طرح چمکتے ہوئے نظر آ رہے تھے کامل چار گھنٹے تک یہ حالت قائم رہی۔

تیسری بار کوٹ مٹھن شریف میں حضرت سلطان الاولیٰؒ کے عرس کے موقعہ پر ان اشعار پر آپ پر وجد طاری ہوا۔

سنبل بتاب لالہ سیاہ مست بناز یک جلوہ زاں جمال بگلزار آمدہ

اور چاشت سے لے کر ظہر تک آپ رقص میں مشغول رہے۔ آپ اکثر چاشت کے وقت سے سماع شروع کر کے دوپہر کے وقت ختم کیا کرتے تھے۔ لیکن اس روز نماز ظہر کا وقت آ گیا یہ دیکھ کر آپ کے خادم خاص جندو نے عرض کیا کہ قبلہ نماز ظہر کا وقت آ گیا ہے لیکن حضرت شیخ نے ایک نہ سنی اور بدستور رقص کرتے رہے۔ ایک گھنٹے کے بعد خادم خاص جندو نے عرض کیا کہ قبلہ نماز ظہر کا وقت فوت ہونے والا ہے۔ یہ سن کر آپ نے

Marfat.com

اسی مجلس میں کعبہ رو ہوکر ظہر ادا کی اور نماز سے فارغ ہوکر مجلس میں بیٹھ گئے ختم پڑھا گیا اور مجلس برخاست ہوئی۔ اس کے بعد فرمایا کہ حضرت قبلہ محبوب الٰہیؒ ساری عمر میں صرف ایک دفعہ حالت وجد میں مجلس سے باہر نکل گئے تھے۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک دن مشائخ میں سے ایک بزرگ کے عرس کے موقع پر محفل سماع میں شریک تھے۔ ایک شعر پر آپ پر وجد طاری ہوگیا اور کھڑے ہوکر آپ رقص کرنے لگے۔ اسی حالت میں آپ مجلس سے باہر چلے گئے اور اندرون خانہ جاکر میرے شیخ کی والدہ کے پاس جاکر پلنگ پر بیٹھ گئے۔ لیکن بات بالکل نہ کی۔ خاموش بیٹھے رہے۔ اس کے بعد اٹھ کر میری والدہ کے گھر چلے گئے اور پلنگ پر خاموش بیٹھے رہے۔ وہاں سے اٹھ کر دوبارہ مجلس میں آئے اور رقص کرنے لگے۔

اس کے بعد فرمایا کہ میرے شیخ حضرت فخر الاولیاؒ فرمایا کرتے تھے کہ ہر سالک کو چاہیئے کہ ایک قوال شب و روز اپنے ساتھ رکھے۔ خواہ اسے ملازم رکھ لے خواہ ویسے صحبت میں رکھے بہر حال حتیٰ المقدور قوال ہر وقت ساتھ ہونا چاہیئے کیونکہ سماع میں بے حد تاثیر ہے۔ فرمایا حضرت خواجہ محمد سلیمان قدس سرہٗ میاں احمد قوال کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے اور اکثر سفر میں آپ اسے اپنے پیچھے سواری پر بٹھاتے تھے۔

حضرت محبوب الٰہی کا سماع

سماع و سرود کا ذکر ہونے لگا۔ نواب قیصر خان مگسی ساکن جھل نے جو کہ آپ کے مرید تھے عرض کیا کہ قبلہ حضرت سلطان الاولیاؒ نے زیادہ سماع سنا ہے یا حضرت قبلہ محبوب الٰہی نے آپ نے فرمایا کہ حضرت محبوب الٰہی نے حضرت سلطان الاولیاؒ سے زیادہ سماع سنا ہے۔ حضرت محبوب الٰہی مشائخ عظام کے عرسوں کے علاوہ زبان مبارک سے کچھ نہیں کہتے تھے لیکن آپ کے اصحاب اور قوال مقتضائے مزاج مقدس کے مطابق دن رات قوالی کا اہتمام کرتے تھے کبھی دروازے پر دیوار سے باہر کسی نقارہ اور شہنائی نواز کو بٹھا کر خدام لوگ حضرت شیخ کے لیے سرود کا بندوبست کرتے تھے۔ غرضیکہ اکثر اوقات آپ سماع میں مشغول رہتے۔

اس کے بعد خان مذکور نے عرض کیا کہ قبلہ، حضرت محبوب الٰہیؒ نے کبھی عورتوں سے بھی گانا سنا تھا یا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ساری زندگی میں انہوں نے دو بار سماع سنا اور دونوں دفعہ آپ پر وجد طاری ہوا۔ ایک

Marfat.com

دفعہ حضرت سلطان الاولیاؒ کے عرس کے پر حرم شریف کے حجروں میں آپ قیام پذیر تھے۔ یہ بات ہمیں بھی یاد ہے کہ ایک دن حضرت محبوب الٰہیؒ اپنے ہجرے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک گانے والی عورت آئی اور خانقاہ شریف کے آستانہ پر تھلہ سے نیچے ساز وسرود کے ساتھ ناچنا شروع کیا۔ وہ ایک ہندی شعر گا ہی تھی۔ جونہی اس کی آواز حضرت محبوب الٰہی کے کانوں میں پہنچی آپ پر وجد طاری ہو گیا۔ لوگوں نے چپکے سے جا کر عورت کو کہا کہ شاباش یہ شعر بار بار کہو کیونکہ حضرت اقدس پر حالت طاری ہے۔ دوسری دفعہ ایک عورت اندرون حویلی گا رہی تھی اور یہ شعر پڑھ رہی تھی۔

؎ لگن بن رین نہ جاگے کوئی

یہ شعر سن کر حضرت اقدس پر ذوق طاری ہوا اور وجد میں آ گئے اس کے بعد قبلہ حضرت محبوب الٰہی پر ساری عمر میں تین دفعہ کمال جوش کے ساتھ وجد طاری ہوا۔ اگر چہ آپ پر سو دفعہ عام وجد طاری ہوا لیکن ان تین موقعوں کے برابر کبھی نہیں ہوا۔ ایک دفعہ کوٹ مٹھن شریف میں حضرت سلطان الاولیاؒ کے عرس کے موقع پر آپ پر وجد طاری ہوا اور اس شدت سے طاری ہوا کہ آپ کی زبان باہر نکل آئی اور بالکل بے خود اور مدہوش ہو گئے۔ حضرت فخر الاولیاؒ نے قوالوں کو خاموش کرایا۔ یہ دیکھ کر آپ (حضرت خواجہ فخر جہاںؒ) زار زار رو رہے تھے اور حضرت شیخ کا علاج بھی کر رہے تھے۔ کافی دیر کے بعد آپ عالم صحو ہوشیاری میں آئے دوسری بار پاکپتن شریف میں آپ پر اس شعر پر وجد طاری ہوا۔

؎ بنرا توں کون ہیں رے جس نے جگت بھرمایا

(اے دولہا تو کون ہے کہ جس نے سارے جہاں کو مبتلا کر رکھا ہے) آپ پر اس شدت سے وجد طاری ہوا کہ کثرت آہ و نالہ سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ریش مبارک کے ہر بال سے بارش برس رہی ہے۔ لطف یہ کہ عین گریہ وزاری کی حالت میں آپ کا چہرہ مبارک اس قدر خنداں اور بشاش تھا کہ دہن مبارک سے دانت ظاہر ہو رہے تھے۔ یہ وجد چار گھنٹے تک جاری رہا۔ تیسری بار کوٹ مٹھن شریف میں حضرت سلطان الاولیاؒ کے عرس پر اس شعر پر آپ نے رقص کیا۔

؎ سنبل بتاب لالہ سیاہ مست گل بناز　　یک جلوہ زاں جمال بگلزار آمدہ

Marfat.com

آپ کا حال اس قدر تیز تھا کہ چاشت سے لے کر ظہر تک آپ متواتر رقص کرتے رہے حضرت محبوب الٰہیؒ کے عہد میں یہ دستور تھا کہ چاشت کے وقت سے دوپہر تک سماع سنتے تھے۔ اس کے بعد ختم شریف ہوتا تھا۔ اور پھر مجلس برخواست ہوتی تھی جب آپ ظہر تک رقص کرتے رہے تو جند و خادم نے عرض کیا کہ حضور ظہر کی نماز کا وقت آ گیا ہے لیکن آپ نے کچھ نہ سنا۔ اور رقص کرتے رہے۔ بہت دیر کے بعد خادم نے دوسری بار عرض کی کہ قبلہ نماز کا وقت تنگ ہو رہا ہے۔ لیکن پھر بھی شنوائی نہ ہوئی۔ خادم نے تیسری بار عرض کی کہ قبلہ ظہر کا وقت فوت ہونے والا ہے۔ یہ سن کر آپ نے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز شروع کر دی۔ نماز پڑھ کر آپ دوبارہ مجلس سماع میں بیٹھ گئے اور ختم شریف کے بعد مجلس برخواست ہوئی۔

اس کے بعد فرمایا کہ حضرت قبلہ محبوب الٰہیؒ ساری عمر میں ایک دفعہ کمال جوش وجد میں آ کر مجلس سے باہر نکل گئے۔ واقعہ یوں ہے کہ ایک دفعہ آپ چاچڑاں شریف میں مشائخ عظام میں سے ایک بزرگ کا عرس منا رہے تھے۔ ایک شعر پر آپ پر وجد طاری ہو گیا۔ کچھ عرصہ مجلس میں رقص کرنے کے بعد آپ پا برہنہ مجلس سے باہر چلے گئے اور حرم محترم کی طرف روانہ ہوئے پہلے میرے شیخ کی والدہ ماجدہ کے گھر جا کر پلنگ پر بیٹھ گئے۔ والدہ صاحبہ بہت نیاز و انکساری سے پیش آ کر سامنے بیٹھ گئیں لیکن آپ نے ان سے یا کسی اور سے کوئی بات نہ کی۔ اس کے بعد آپ اٹھ کر میری والدہ ماجدہ کے گھر تشریف لے گئے۔ وہاں بھی اسی طرح بیٹھے رہے۔ میری والدہ صاحبہ عجز و نیاز سے سامنے بیٹھ گئیں لیکن ان سے بھی آپ نے کوئی بات نہ کی۔ کچھ دیر وہاں بیٹھ کر آپ دوبارہ مجلس سماع میں داخل ہوئے اور اسی طرح وجد و رقص میں مشغول ہو گئے۔ اس کے بعد فرمایا کہ میرے شیخ فرمایا کرتے تھے کہ سالک کے لیے لازم اور واجب ہے کہ ایک قوال ہمیشہ اپنے ساتھ رکھے۔ اگر استطاعت ہے تو اسے ملازم رکھ لے۔ استطاعت نہیں تو جس طرح ہو سکے ضرور قوال کو اپنے ساتھ رکھے۔ کیونکہ سماع سننے سے بہت جلدی مراتب طے ہوتے ہیں حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ میاں احمد قوال کو ہمیشہ اپنے پاس رکھتے تھے۔ جب سفر پر جانے کا اتفاق ہوتا تھا تو آپ قوال کو اپنے پیچھے سواری پر بیٹھاتے تھے۔

مقابیس المجالس صفحہ نمبر 789,788,787

Marfat.com

خواجہ محبوب الٰہی کے تبرکات

اس کے بعد فرمایا کہ حضرت سلطان الاولیاء کی ریش مبارک کے چند بال ہمارے پاس موجود ہیں۔ حضرت نے دریافت کیا کہ آپ کا کوئی تبرک بھی موجود ہے۔آپ نے فرمایا آپکا فرغل (روئی سے بھرا ہوا لبادہ) ہمارے پاس تھا لیکن وہ خلیفہ میاں احمد یار کو دے دیا تھا۔اس کے بعد فرمایا کہ حضرت محبوب الٰہیؒ (حضرت خواجہ خدا بخش صاحب قدس سرہٗ) کی نعلین شریف ہمارے پاس تھیں لیکن ایک پاؤں سائیں ولایت شاہ صاحبؒ لے گئے ہیں اور ایک باقی ہے نیز حضرت محبوب الٰہی کے دو کرتے بھی ہمارے پاس موجود ہیں۔

مقابیس المجالس صفحہ نمبر 571

Marfat.com

گم شدہ باب تک رسائی

خواجہ فریدؒ اپنے ذاتی کمالات اور سرائیکی شاعری کے حوالے سے ہمیشہ شہرت کے آسمان پر رہے۔ لیکن اس کے باوجود اس ہمہ صفت صوفی کی ذاتی زندگی اور بعض تصانیف نہ صرف عام لوگوں بلکہ اہل قلم کی نظروں سے پوشیدہ بھی رہیں۔

ایک صدی کے بعد دو ایسی شخصیات ہمارے سامنے آئیں جنہوں نے اپنے پر جوش جذبوں اور خلوص کے ساتھ "فریدیات" میں ایک انقلاب برپا کر دیا۔ اور وہ دو شخصیات محترم سجادہ نشین دربار فریدؒ حضرت خواجہ معین الدین محبوب صاحب اور ان کے ساتھی معروف دانشور اہل قلم اور ماہر فریدیات جناب مجاہد جتوئی صاحب ہیں۔ جنہوں نے نہ صرف خواجہ فریدؒ میوزیم کی بنیاد رکھ کر پوری دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ بلکہ فریدیات پر کام کرنے والوں کے لئے تحقیق کے نئے در وا کر دیئے۔

جناب مجاہد جتوئی نے خواجہ فریدؒ پر اپنے بے شمار مضامین، کئی مختلف کتابچوں اور اپنی معروف کتابوں، اطوار فریدؒ "راہ تحقیقی سلک فریدی" اور "آپہنتم جیندیں مکے" میں نہ صرف خواجہ فرید کی ذاتی زندگی کے بعض پوشیدہ گوشوں پر روشنی ڈالی بلکہ ان کے کلام کی تفہیم میں بھی نئے امکانات کا اضافہ کیا۔

جناب مجاہد جتوئی کے انتھک جذبے، خلوص، محبت اور فریدیات سے لگن نے فریدیات کے متوالوں کے لئے ایک نئے جہان کی دریافت کے اسباب پیدا کیے ہیں۔ جو بہت ہی مبارک عمل ہے۔

میں پچھلے کئی روز سے قصر فریدؒ میں جناب سجادہ نشین صاحب کی مہمان نوازی اور صحبتوں سے لطف اندوز ہو رہا ہوں اور جناب مجاہد جتوئی کی معیت میں خواجہ فریدؒ میوزیم اور لائبریری سے اپنے کام کے لئے بے پناہ مواد بھی حاصل کر رہا ہوں لیکن اس کے ساتھ مجاہد جتوئی کے علمی شب و روز کیلئے ایک گواہ کی حیثیت بھی اختیار کرتا جا رہا ہوں کہ کس طرح انہوں نے رات رات بھر جاگ کر اپنی کتاب حیات المحبوب (مناقب محبوبیہ) اور مقدمہ فریدؒ (دربار فریدؒ کی موقوفہ املاک اور محکمہ اوقاف کی لوٹ کھسوٹ کی داستان) کو کمپوز کرا کے اشاعت کے لئے تیار کرا لیا۔ بلاشبہ جب یہ دونوں کتب چھپ کر آئیں گی تو کئی حوالے سے فریدیات میں نظر انداز شدہ گوشوں کا ازالہ کریں گیں۔

Marfat.com

"حیات المحبوب" (مناقب محبوبیہ) کے ٹریسر نکالنے کے بعد جناب مجاہد جتوئی نے اس کی پروف شدہ کمپوزنگ کا نسخہ میری ذاتی درخواست پر میری لائبریری کیلئے عنایت کیا جو میں نے ایک ہی نشست میں پڑھا۔

مناقب محبوبیہ (جس کا ترجمہ شدہ نام جناب مجاہد جتوئی نے حیات المحبوب تجویز کیا ہے) خواجہ فریدؒ کی اولین تصانیف میں سے ایک ہے جو آپ نے اپنے والد محترم حضرت خواجہ خدا بخش صاحبؒ کے مناقب کے بارے میں تحریر کی ہے۔ لیکن اس کتاب کو بعض وجوہات کی بنا پر منظر سے ہٹا دیا گیا تھا کیونکہ اس میں خاندان فریدؒ کے بارے میں بعض ایسی سچائیوں اور تاریخی واقعات کو رقم کیا گیا ہے جو کچھ لوگوں کے لئے پسندیدہ نہ تھیں اور پھر اس تصنیف کا سرے سے انکار کر دیا گیا۔ جناب مجاہد جتوئی نے ابتداء میں اس کتاب کی حقیقت جاننے کیلئے قدیم ترین قلمی نسخوں کی دریافت کا کام شروع کیا اور اس طرح دس ایسے مختلف نسخے پا لیے جن میں سے بعض نا صرف قدیم ترین تھے بلکہ ان میں سے ایک تو خواجہ فریدؒ کے فرزند ارجمند حضرت نازک کریم صاحبؒ کے دستخطوں سے بھی مزین ہے۔

ان نا قابل تردید شواہد کی فراہمی کے بعد جناب مجاہد جتوئی نے اس تاریخی دستاویز کو اہل قلم کے ساتھ ساتھ عام قارئین تک پہنچانے کیلئے اس کا اردو میں ترجمہ کر دیا۔

میرے نزدیک جناب مجاہد جتوئی کا یہ ایک ایسا علمی کارنامہ ہے جو فریدیات کے موضوع اور تاریخ میں نا صرف کئی الجھے ہوئے سوالوں کو حل کرے گا بلکہ تحقیق کے نئے دروازے بھی کھولے گا۔ علاوہ ازیں خاندان فریدؒ کے بارے میں تاریخ کے ایک گم شدہ باب تک رسائی کا کام بھی دے گا۔

ترجمہ عام فہم اردو میں بڑا رواں ہے اور قارئین کے لئے کہیں بھی پیچیدگی کا مسئلہ پیدا نہیں کرتا اس کے ساتھ جناب مجاہد جتوئی نے اہم اہم نکات پر حاشیہ لکھ کر کتاب کی اہمیت کو دو چند کر دیا ہے۔ عرق ریزی سے کیا ہوا یہ کام قارئین کی کئی تشنگیوں کو دور کرے گا۔

محمد اسلم رسول پوری

۳۰ اکتوبر ۲۰۰۵ء قصر فریدؒ کوٹ مٹھن شریف

Marfat.com

فرید یات پر مصنف کی کتب

کتاب	اطور فرید	تحقیقی مضامین
کتاب	سلک فریدی	تحقیقی مضامین
کتاب	آپہنتم جیندیں مکے	(سفرنامہ)
کتاب	حیات المحبوب ترجمہ	(مناقب محبوبیہ)
کتابچہ	خواجہ فریدؒ اور 222 سوال	(سوال جواب)
کتابچہ	خواجہ فریدؒ اور 100 سوال	(سوال جواب)
کتابچہ	تجزیہ کلیات فریدؒ	(تجزیاتی مضمون)
کتابچہ	اطوار فریدؒ	(ترجمہ، ڈائری حضرت سانول سائیں)
کتاب (زیر ترتیب)	مقدمہ فریدؒ	(خواجہ فریدؒ کی موقوفہ املاک کی تفصیلات)
کتاب (زیر ترتیب)	مکاتیب فریدؒ	(خواجہ فریدؒ کے خطوط کا ترجمہ)
کتاب (زیر ترتیب)	کلام فرید کا عہد تخلیق	کافیوں کی تاریخ تصنیف

مختلف اخبارات اور مجلّات میں تحقیقی مضامین، تعارفی بروشرز

Marfat.com

(مناقبِ محبوبیہ)

حیات المحبوب

خواجہ خدا بخش محبوب الٰہی کے بارے میں خواجہ غلام فرید کی تالیف

297.692
م 251 ح
118747

(ترجمہ و اہتمام) پنجاب انسٹیٹیوٹ آف لینگویج آرٹ اینڈ کلچر

Marfat.com